رجسٹرڈ ایل نمبر ۷۷

ان اللہ لا یغیر ما بقوم حتی یغیروا ما بانفسہم

انہ اوی القریۃ

الحکم

چھپوکر ہاتو گرائی چھاپہ در قادیان بینی | دوا بینی شفا بینی عرض دار الامان بینی

ایڈیٹر شیخ یعقوب علی تراب احمدی

پیشگی قیمت سالانہ (۱) عوام سے ۔ (۲) خواص و معاونین سے ۔ (۳) ہندوستان سے باہر سے ۔ (۴) غیر مذاہب والوں سے ۔ (۵) اپنی جماعت کے غیر مستطیع دس روپیہ سے کم آمدنی والے لوگوں سے ۱۲

نمبر اوّل | دار الامان قادیان ۱۰۔ جنوری ۱۹۰۵ء مطابق سہ شنبہ ۳۔ ذی قعدہ ۱۳۲۲ھ المقدس | جلد ۹

فہرست مضامین

دعا

اے خدا ۔ اے بندوں کے مالک کہ تیری قدرت کا ایک زبردست ہاتھ ہر ایک کی گردن پر ہے ۔ اے دروازہ ہائے رحمت کے کھولنے والے ہر طرح کے اسبابوں کے مہیا کر دینے والے ہمارے واسطے وہ سبب اور ایسا سامان مہیا فرما جو ہماری طاقت درخواست و طلب سے بڑھ کر ہے۔

خدایا ہمکو خاص اپنے کام میں مشغول ہونے کی توفیق عنایت فرما کہ ہم تیرے ہی نعمائے وداد سے تسلی یاب ہوں ۔ تیری مخلوق سے کوئی تمنا اور آرزو ہمکو نہ ہو ۔ ہمارا انس ومحبت اگر ہو تو تجھ سے ہو تیرے غیر سے تعلق خاطر ہمیں وبال جان ہو تیری تقدیر پر رضامندی ہماری خوشی ہو تیری طرف سے کسی زحمت وبلا کے آنے پر ہمیں صبر آجائے ۔ صرف تیری ہی عطا پر ہم قناعت کرنے والے ہوں ۔ اور تیری ہی گفتگو کے شکر گذار محض تیری ہی یاد سے ہمیں لذت ملے ۔ اور تیری ہی پاک کتاب ہمارے لئے بستان وشادمانی کا باعث ہو ۔ رات کے درمیانی ساعت گھڑیوں اور دن کے آغاز و انجام پر ہمیں تیری ہی ذات پاک کے ساتھ راز گوئی کی عزت حاصل ہو وہ دنیا جو تیری پاک یاد سے غافل کرنیوالی ہے اوس سے ہم کنارہ کش ہو جائیں ۔ اور آخرت سے دوستی اور محبت کا لگاؤ پیدا ہو تیری ملاقات کا شوق غالب ہو تیری ہی جناب کی طرف ہر وقت متوجہ رہیں گویا کہ ہم ہر وقت موت کے لئے طیار بیٹھے ہیں اور سمجھیں کہ یہی ایک سچی راہ ہے جس راہ سے ہم نے تیرے حضور میں حاضر ہونا ہے ۔

اے ہمارے پروردگار جو وعدہ تونے ہمارے حق میں اپنے پیارے رسولوں کی زبان پر فرمایا ہے وہ ہمیں عنایت فرما ہمکو روز قیامت کی رسوائی سے بچا بیشک تیری ذات سے ہرگز خلاف وعدہ نہیں ہوتا ۔

الٰہی اپنی توفیق کو ہماری رفیق اور راہ راست کو ہمارا طریق مقرر فرما خداوندا ہمارے مقصدوں میں ہمکو تو کامیاب کر ۔ اور ہماری توبہ قبول کر کہ بیشک توبہ قبول کرنے والا مہربان تو ہی ہے ۔

الٰہی ہماری صبح کا آغاز تیرے ہی نام پاک سے ہو اور اختتام شام پر بھی تیرا ہی نام پاک منہ سے نکلے تیرے ہی نام سے ہماری زندگی ہو اور تیرے ہی نام سے ہماری موت ہمارا رجوع آخری تیری ہی جناب کی طرف ہے ۔

خدایا ۔ اپنے روئے مبارک کی لذت دیدار ہمیں عطا فرما اور اپنی ملاقات پاک کا ذوق وشوق ہمارے دلوں میں پیدا کر ۔

بارالٰہا ہمیں سچ کو سچ کر دکھا اور اسی سچ کی تابعداری پر قایم رکھ ۔ اور جھوٹ ہمیں جھوٹ ہی نظر آوے ۔ اور اس سے ہمیشہ ہمکو نفرت اور پرہیز ہی حاصل رہے ۔

الٰہی ہمیں ہر ایک چیز کی اصلیت اور حقیقت سے آگاہ کر دے اور ہم کو ایسی حالت میں موت نصیب کر کہ ہم تیرے فرمانبردار مسلمان ہوں اور ہمکو اپنے خاص نیک بندوں کی جماعت میں شامل فرما ۔ ظالموں بے انصافوں کی بدی کو ہم سے دور کر ۔ اور اپنے صادق ایمانداروں کی دعا میں ہمکو شریک کر ۔ اپنی یاد کی غافلوں اور غفلت کی نیند میں سونے والوں کی نیند سے ہمیں جگا دے اور ہمکو اپنے پیارے برگزیدہ رسول کریم کی شفاعت سے بہرہ مند کر اور اس حال میں کہ ہم تیری عطا کردہ سلامتی سے امن پانے والے ہوں ہم کو بہشت میں داخل فرما اپنے خالص پرہیزگاروں کی جماعت میں قیامت کے دن ہمیں اٹھا اور اے پناہ دینے والے آتش دوزخ سے ہم کو نجات دے ۔

خداوندا ۔ امت محمد صلے اللہ علیہ وسلم پر اپنی بخشش اور اپنا رحم نازل فرما ۔

خداوندا ۔ امت محمد صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کو اپنی خاص مدد اور نصرت عنایت فرما ۔

خداوندا ۔ امت محمد صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کے بند ہوئے ہوئے کام کھولدے ۔

خداوندا ۔ امت محمد صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کو تو صلاحیت عطا کر ۔

اے ! رضیت لکم الاسلام دینا کی بشارت دینے والے ! اسلام اور مسلمانوں کی اپنے برگزیدہ مامور ومرسل ۔ حکم امام سے مدد فرما ۔

مولا کریم ! تو اس شخص کی تائید فرما جو رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے دین کی نصرت کرتا ہے اور ہمیں بھی انہیں میں سے بنا دے ہاں اس شخص کو رسوا اور ذلیل کر جو تیرے پاک اسلام کی اہانت کرتا ہے رب کریم ! ہمیں انمیں سے نہ بنانا ۔

اے رب رحیم ! مجھے اس خدمت دین میں سچا اخلاص عنایت فرما اور میری ذریت کو اس سے کافی حصہ بخش ۔

اے الٰہ العالمین ! مجھے اور میرے ناظرین کو ہر قسم کے ابتلا سے بچا اور اپنے امام کے ساتھ نباہ کر

متفرق مضامین

(استفسار اور انکے جواب)

اس کالم میں جیسا کہ عنوان سے ظاہر ہے متفرق دینی اور مذہبی سوالات اور انکے جواب دئے جایا کریں گے انشاء اللہ العزیز ۔ ایڈیٹر

استفسارات

۱- آداب الدعا کیا ہیں -

۲- روح ازلی نہیں تو ابدی کس طرح ہے - فانی سے غیر فانی ہونیکی استعداد کس رو سے ہے - کیا کل شی ھالک اور کل من علیہا فان میں روح بھی داخل ہے - پھر اگر ابدیت خلق خالق کے برابر نہیں ہوگی تو پھر کیا صورت ہوگی -

۳- کائنات عالم فیض کیوں مظاہر صفات کہیں یا افعال اور مخلوق - پھر ہر ایک حال کے مناسب اعمال خلق اور جزا سزا کا مسئلہ کس رنگ میں ہے -

۴- خداوند تعالے معطل نہیں ابتدا سے اسکے صفات اسکے افعال میں جلوہ گر ہوتے آئے ہیں اس معنے کی رو سے ازلی مدت لا انتہا ہوگی -

۵- آدم کی پیدائش چھ ہزار برس سے مخلوق حالت سے اسکیلئے حشر تجویز ہوئی پھر ابتداء خلق سے حشر کا مسئلہ کس طرح ہے بنا ذرا توجہ سے تصور فرماویں -

۶- خدا ازلی ہے اسکی ہر ایک صفت بھی ازلی پھر مالکیت بھی ازلی ربوبیت بھی ازلی پھر اس ملوکیت کیلئے مملوک اور مربوب کیوں ازلی نہیں

جوابات

۱ دعا کے تین طریق ہیں - اول سائل دعا کرتے وقت اپنے بدن پر نظر ڈالے کہ آیا جو لباس پہنا ہوا ہے - اسمیں یا اسکے مہیا کرنے میں کسی کی حق تلفی تو نہیں کی یا اس میں کچھ شرکت مال حرام کی تو نہیں - اگر ایسا ہے تو یقیناً اسکی دعا قبول نہیں ہوگی دوئم سائل دعا کرتے وقت اپنے پیٹ میں ایک نگاہ ڈالے کہ آیا اسوقت میرے پیٹ کے اندر کوئی لقمہ حرام تو نہیں یا کسی کی حق تلفی یا ناجائز ذریعہ سے تو میرے پیٹ میں وہ لقمہ نہیں گیا اگر ایسا ہے تو بھی دعا قبول نہیں ہوگی -

سوئم یہ کہ سائل دعا کرتا ہے اور اپنا کوئی مطلب [illegible] اور خدا کو ناظر نہیں [illegible]

کی رضا کے خلاف ہے - ہر ایک کام کو جو رضائے الٰہی کے خلاف کرتا ہے چشم نظر رکھکر دعا کرے کہ یا اللہ میں تیری خاطر اس تیری نافرمانی سے بچتا رہا ہوں تو اسکے عوض میری یہ دعا قبول فرما - اگر ان تینوں شرائط کو مد نظر رکھکر سائل دعا کرتا ہے - تو میں سچ کہتا ہوں کہ اسکی دعا کبھی خطا نہ جاوے گی - بشرطیکہ اضطراب اور یقین اور استقلال اور نہ تھکنے والی کوشش ساتھ ہو - اور دعا قطع رحم کیلئے نہ ہو -

۲- روح ازلی تو نہیں کیونکہ خلق کل شیئ کے نیچے ہے اور ابدی اسواسطے ہے کہ بنانیوالے نے اسکو ابدی بنانیکا ارادہ کیا کیونکہ عطاء غیر مجذوذ کا روح سے وعدہ کیا -

۳- فانی سے غیر فانی ہونیکی استعداد اسطرح پیدا ہوئی کہ غیر فانی نے اسکو باقی رکھنے کا ارادہ کیا کل شیئ ھالک اور کل من علیہا فان کا یہ مطلب ہے کہ روح کا تعلق اپنے جسد سے ایک وقت الگ ہو جاتا ہے - اسی الگ ہونیکو ہلاک اور فناء کہتے ہیں - خالق کی ابدیت میں مخلوق ارادۂ خالق سے ابدی ہو جاتی ہے مگر اسکی ابدیت فیضان خدا کا ہوتا ہے - مخلوق کی ابدیت مخلوق الٰہی کی ہے اور خالق کی ابدیت ذاتی ہے -

۴- کائنات عالم سب فیوض ہیں بلکہ بعض مغضوب بھی ہیں مظاہر صفات تو خدا کی اپنی ذات ہے ہر ایک مخلوق اپنے کئے کا بدلہ پاتی ہے - فصل الخطاب میں جبر و قدر کا مسئلہ خوب لکھا ہے اصلاً خدا الٰہی معطل نہیں ہوا جب چاہتا ہے پیدا کرتا اور جب چاہتا فناء کر دیتا ہے -

۵- نہ کوئی خدائی مخلوق کی حدود ہیں اور نہ آدم کی حدود ہیں نہ حشر اجساد کے حدود ہیں -

۶- پانچویں سوال پہلا ہی ہے اللہ تعالے ازلی ہے اسکے صفات بھی اسکے ساتھ ہیں - مثلاً خلق صفت ہے اس کے معنے یہ ہیں کہ جب چاہتا ہے پیدا کرتا ہے - جب چاہتا پیدا نہیں کرتا یفعل ما یشاء - آپ میں بولنے کی صفت ہے آپ کہیں بولتے اور کہیں نہیں بولتے - ہمکو بنایا - تو کوئی ۲۵ برس ہوئے اس سے پہلے ہمکو نہ بنایا تھا اور کو بنایا - مخلوق سب حادث اور اللہ ازلی ہے - اشخاص ازلی نہیں ہوتے -

ناظرین سے پانچ منٹ

یہ کالم پہلے الحکم میں ہم اور ہمارے ناظرین کے عنوان سے لکھا جاتا تھا - لیکن شروع سال کو پیش نظر اسکا عنوان بدل دیا ہے جسب معمول سابق اب بھی اسمیں ناظرین کے مشورے متعلق اخبار یا اور کوئی قابل ذکر امر ہیں اسی کالم میں بیان کرونگا انشاءاللہ العزیز - ایڈیٹر

الحکم مفت - بیادش بخیر حبی فی اللہ منشی محمد خان صاحب مرحوم کا تذکرہ گذشتہ سال بھی اسی تاریخ میں مجھے انکی وفات پر کرنا پڑا تھا حسن اتفاق سمجھو یا جرم کی محبت کا اثر کہو اسی ۱۰ جنوری کے الحکم میں مجھکو انکا ذکر کرنا پڑا منشی صاحب کی وفات پر میں ان الفاظ کے ساتھ انکے تذکرہ کو ختم کیا تھا -

"الحکم کے ساتھ انکو خاص محبت اور انس تھا اب بظاہر الحکم انکے نام سے بند ہوتا ہے مگر ہم خانصاحب کے ساتھ آخری دم تک نبھانا چاہتے ہیں اور اطلاع دیتے ہیں کہ انکے نام سے ایک اخبار مفت کسی ایسے شخص کو دیا جاوے گا جو الحکم سے محبت رکھتا ہے اور خریدنے کی استطاعت نہیں رکھتا"

اس اعلان کے بعد میں نے صدقہ جاریہ کے طور پر جناب کے نام جاری رہنے ایک اخبار مفت دینے کا عزم کر رکھا ہے اور فی الحال وہ اخبار حافظ محمد عظیم صاحب پٹیالہ کے نام جاری ہے اور انشاءاللہ جاری رہیگا -

اب منشی عبد المجید خانصاحب خلف الرشید منشی محمد خانصاحب مرحوم (جو کہ اپنے بزرگ و والد ماجد کے نقش قدم پر چلنے کی سعی کرتے ہیں) چاہتے ہیں کہ خانصاحب مرحوم کے نام کے اخبار کی قیمت وہ دیں گے میں اپنے نیک عزم کو توڑنا نہیں چاہتا اسلئے انکی قیمت سے میں کسی اور مستحق کے نام اخبار جاری کر دیتا ہوں - الحکم کی پچھلی گذشتہ اشاعت میں بہاولپور کے ایک یتیم کی درخواست چھپی تھی - اسلئے میں اسے ہی زیادہ مستحق سمجھکر ۱۰ جنوری ۱۹۰۵ء سے اسکے نام اخبار جاری کرتا ہوں - میری رائے میں یہ صدقہ جاریہ مرحوم کیلئے انشاءاللہ موجب ثواب ہوگا اس قسم کی خیر حقیقت میں قابل قدر اور واجب التقلید ہے -

گذشتہ فائلوں کی قیمت - ایک معزز خریدار الحکم الحکم کے گذشتہ سالوں کے پورے فائل لینے چاہتے ہیں اور ان کی مجموعی قیمت دریافت کرتا ہے کبھی کبھی کوئی ایسا عاشق زار کلمات طیبات حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام و مشتاق ارشادات حکیم الامت و مخدوم الملت نکل آتا ہے - اسلئے عام فائدہ کے لئے میں ذیل میں قیمت درج کر دیتا ہوں -

[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]
[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]

ایک اشرف ۹ نمبر [illegible]

[illegible] کی قیمت [illegible] ... اس سال [illegible] متفرق نمبر [illegible] کی کتاب [illegible]

[illegible] خوشخبری

[illegible] کہ الہام نو بہار آمد [illegible]

[illegible] اخبار سے [illegible] و بار دگر [illegible]

[illegible] حمد و ثنا کرتا ہوں

میں خدا تعالیٰ کی حمد و ثنا کرتا ہوں اور سلسلہ عالیہ احمدیہ کو یہ مبارکباد پیش کرتا ہوں کہ خدا تعالیٰ کا وہ خوشخبری کا نشان جو مقدمات کی صورت عظیم الشان نشان [illegible] جنوری [illegible] میں ظاہر ہوا یعنی [illegible] حضرت اقدس مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام [illegible] پورا ہو گیا [illegible]

[illegible] عالیہ [illegible] کے الہام [illegible] نو بہار آمد [illegible] الحکم [illegible] کا الہام [illegible] شائع ہوا [illegible] مفصل مضمون الحکم [illegible] اشاعت میں [illegible] اور خدا کو [illegible]

دارالامان میں عیدالفطر

دارالامان میں ۹ر نومبر کی شام کو ہلال رمضان نظر آیا اور جمعرات کو پہلا روزہ ہوا۔ اس حساب سے تیس دن کے رمضان کے لحاظ سے عید یوم ہفتہ ۱۰ر دسمبر کو چاہئے تھی مگر گورداسپور سے آئے ہوئے ایک بھائی کی شہادت پر کہ انہوں نے چاند کو دیکھکر بدھ کو روزہ رکھا تھا۔ حضرت اقدس نے جمعہ کو عید کا فتویٰ دیا۔ علاوہ اس شہادت کے بذریعہ اخبار اور خطوط بھی اس شہادت کی تصدیق ہو چکی ہوئی تھی۔ اس لئے جمعہ ۹ر دسمبر کو عید ہوئی۔ حسب معمول نماز عید مسجد اقصیٰ میں ادا ہوئی۔ اور حضرت حکیم الامت نے نماز پڑھائی اور مندرجہ ذیل خطبہ پڑھا۔

خطبہ عید الفطر ۹ر دسمبر ۱۹۰۴ء

جو کہ حضرت حکیم الامت صاحب نے مسجد اقصیٰ میں پڑھا

اَللّٰہُ اَکْبَرُ اَللّٰہُ اَکْبَرُ اَللّٰہُ اَکْبَرُ اَللّٰہُ اَکْبَرُ لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ وَاللّٰہُ اَکْبَرُ وَلِلّٰہِ الْحَمْدُ: اَمَّا بَعْدُ نَعُوْذُ بِاللّٰہِ۔ رَبَّنَا وَابْعَثْ فِیْهِمْ رَسُوْلًا مِّنْهُمْ یَتْلُوْا عَلَیْهِمْ اٰیٰتِكَ وَیُعَلِّمُهُمُ الْكِتٰبَ وَالْحِكْمَةَ وَیُزَكِّیْهِمْ اِنَّكَ اَنْتَ الْعَزِیْزُ الْحَكِیْمُ

ایک دعا ہے جو کہ حضرت ابراہیم علیہ السلام نے جناب رب العزت اور رب العالمین اللہ جلشانہ کے حضور مانگی ہے اس سے ظاہر ہے کہ اس دنیا میں اسلام کے آنے اور اس کے ثمرات کے ظہور کے لئے اللہ تعالیٰ نے فضل سے حضرت ابراہیم کے ذریعہ ایک دعا کی تقریب پیدا کر دی ہے جس کا مطلب یہ ہے کہ تو ہمارا رب اور مربی اور محسن ہے تیری عالمگیر ربوبیت سے جیسے جسم کے قویٰ کی پرورش ہوتی ہے عمدہ اور اعلیٰ اخلاق سے انسان مرتبہ ہوتا ہے ویسے ہی ہمارے روح کی بھی پرورش فرما اور اعتقادات کے اعلیٰ مدارج پر پہنچا۔ اے اللہ اپنی ربوبیت کے شان سے ایک رسول انہیں بھیجیو جو کہ مِنْهُمْ یعنے انہی میں کا ہو اور اس کا کام یہ ہو کہ وہ صرف تیری (اپنی نہیں) باتیں پڑھے اور پڑھائے اور صرف یہی نہیں بلکہ ان کو سمجھا اور سکھلا بھی دے پھر اس پر بس نہ کیجیو بلکہ ایسی طاقت جذب اور کشش بھی اسے دیجیو جس سے لوگ اس تعلیم پر کاربند ہو کر مزکے اور مطہر بن جاویں تیرے نام کی اس سے عزت ہوتی ہے کیونکہ تو عزیز ہے اور تیری باتیں حق اور حکمت سے بھری ہوئی ہوتی ہیں اس دعا کی قبولیت کسطرح ہوئی وہ تم لوگ جانتے ہو اور یہ صرف اس دعا ہی کے ثمرات ہیں جس سے ہم فائدے اٹھاتے ہیں۔ دعا ایک بڑی عظیم الشان طاقت والی شے ہے علاوہ ابراہیم علیہ السلام کے جب دوسرے نبیوں کی کامیابیوں پر نظر ڈالتے ہیں تو ان کا باعث بھی صرف دعا ہی کو پاتے ہیں وہ دعا ہی تھی جس نے حضرت آدم کو کرب و بلا سے نجات دی اور وہ دعا ہی تھی جس نے حضرت نوح علیہ السلام کی کشتی کو پار لگایا قرآن شریف کے ابتدا میں بھی دعا اِهْدِنَا الصِّرَاطَ الْمُسْتَقِيْمَ اور انتہا بھی دعا ہی پر ہے یعنے اَعُوْذُ بِرَبِّ النَّاسِ۔ جب ہم نبی کریم علیہ السلام کی زندگی پر نظر کرتے ہیں تو ہمیں معلوم ہوتا ہے کہ آپ کے چلنے پھرنے اٹھنے بیٹھنے کھانے پینے، نماز کے ادا کرنے، سودا سلف لانے۔ بات چیت کرنے۔ غرضیکہ ہر ایک کام کی ابتداء دعا ہی سے ہے پس خوب یاد رکھو کہ مضطر کی تسکین کا باعث اور کمزور طبائع والوں کا سہارا بھی دعا ہے جب انسان کسی غرض کی تکمیل کیلئے ظاہری سامان مہیا کرتا ہے تو اسے یہ علم ہرگز نہیں ہوتا کہ اس سے ضرور وہ غرض حاصل ہو جاوے گی کیونکہ سامان کے بہم پہنچ جانے کے بعد اور مخفی در مخفی ایسے اسباب اور واقعات کی ضرورت ہوتی ہے جن پر اس کا علم ہرگز محیط نہیں ہوتا تو اس وقت صرف دعا ہی ایک ایسا ذریعہ ہوتا ہے جس سے وہ اپنی غرض مطلوب کے حاصل کرنے کے لئے امداد طلب کر سکتا ہے اور اسی سے وہ مخفی در مخفی اسباب میسر ہو جاتے ہیں جن سے اس غرض کی تکمیل ہوتی ہے۔

بعض کمزور طبائع جو کہ دعا کی اس خوبی سے ناواقف ہیں ان کو چاہئے اور لازم ہے کہ اسے ایک مجرب نسخہ مانکر استعمال کریں کیونکہ یہ ہزار ہا راستبازوں کا تجربہ کیا ہوا ہے۔ طبابت میں بھی عمدہ اور اعلیٰ نسخہ وہی ہوتا ہے جو کہ بہت سے بیماروں پر مفید ثابت ہوا ہو۔ اور اگرچہ ایک دو کو مضر بھی ہو لیکن فائدہ کی کثرت اس کے عمدہ ہونے پر کافی دلیل ہوتی ہے یہی حال دعا کا ہے ہر ایک کی طبیعت ایجاد نہیں کر سکتی اس لئے عام اور کمزور طبائع کیلئے مجربات کا استعمال داناؤں نے یہی تجویز کیا ہے اس لئے اس قسم کے لوگوں کو بھی پہلے فرضی طور پر اسکی خوبیوں کو مان کر اس پر عملدرآمد شروع کرنا چاہئے جسقدر بڑے بڑے علوم مثل ریاضی، ہندسہ، جغرافیہ، علم الافلاک صرف و نحو وغیرہ ہیں۔ ان سب کی ابتدا اول فرض پر ہے پھر اسی پر ہی انسان ترقی کر کے بڑے بڑے عظیم الشان نتائج پر پہنچ جاتا ہے۔ ایک پولیس مین کے کہنے پر فرضی طور پر ایک گھر کی تلاشی لی جاتی ہے اگرچہ صرف ظنی امر ہوتا ہے مگر بسا اوقات مال بھی برآمد ہو جاتا ہے۔ پس مومن کو چاہئے کہ نبی کریم کی تعلیم سے اور سابقہ راستبازوں کے تجربہ کی بنا پر دعا کو ذریعہ بناوے اور اپنی کمزوری اگلی ہی کیلئے بھی دعا ہی کرے تو اسے معلوم ہوگا کہ دعا کیسی عجیب اور ضروری شے ہے دعا کے ساتھ خدا تعالیٰ نے صبر کی بھی تعلیم دی ہے کیونکہ بعض وقت مصلحت الٰہی سے جب دعا کی قبولیت میں دیر ہوتی ہے تو انسان اللہ تعالیٰ پر سوء ظن کرنے لگتا ہے اور نفس دعا کی نسبت اسے شکوک اور شبہات پیدا ہو جاتے ہیں اس لئے استقلال اور جناب الٰہی پر حسن ظن رکھے۔

جو آیت میں نے پڑھی ہے وہ ثمرہ دعاء ابراہیمی ہے اور اس میں ظاہر فرمایا ہے کہ ایک رسول ہونا چاہئے جو کہ تیری آیات پڑھے اور پڑھائے اور لوگوں کو مزکے اور مطہر کرے یہ تین باتیں ہیں جو کہ اس دعا کے ذریعہ چاہی گئی ہیں اب ہم دیکھتے ہیں کہ اول دو باتیں تعلیم اور تعلّم تو اب تک موجود ہے بچے بچے اور عورتیں اور مرد اور حفاظ قرآن کی تلاوت میں مصروف ہیں اور عالموں اور واعظوں کے ذریعہ سے لوگوں کو قرآن شریف کے اسرار و حقایق کا بھی کچھ نہ کچھ علم ہوتا ہے اور دونوں سلسلوں نے ابتک جاری رہکر اس بات کو ثابت کر دیا ہے کہ حضرت ابراہیم کی دعا نے قبولیت کا شرف ۲/۳ حصہ حاصل کر لیا ہے۔ لیکن کیسے افسوس کی بات ہوگی اگر ہم یہ مان لیں کہ اس دعا کی جزو اعظم دوسروں کو مزکے اور مطہر بنانے کا کوئی سلسلہ نبی کریم کی طرف سے موجود نہ ہو۔ رسول کی بعثت کی علت غائی اور دعا کا مغز اور لب لباب تو یہی تھا۔ اور پھر اگر یہی نہیں رہا تو دعا کی قبولیت کیا ہوئی خدا تعالیٰ کو چونکہ علم تھا کہ ایسے لوگ بھی ہوں گے جو کہ اس دعا کی قبولیت کی نفی کریں گے اس لئے اس نے اپنی پاک کلام میں وعدہ فرمایا۔ نَحْنُ نَزَّلْنَا الذِّكْرَ وَاِنَّا لَهٗ لَحٰفِظُوْنَ اور دوسری جگہ فرمایا وَعَدَ اللّٰهُ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا مِنْكُمْ وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ لَيَسْتَخْلِفَنَّهُمْ فِي الْاَرْضِ كَمَا اسْتَخْلَفَ الَّذِيْنَ مِنْ قَبْلِهِمْ۔ یعنے محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے جانشین لوگوں کو مزکے اور مطہر بناتے رہیں گے۔ وَلَيُمَكِّنَنَّ لَهُمْ دِيْنَهُمُ الَّذِي ارْتَضٰى لَهُمْ جس دین کو اس نے ان کے لئے پسند کیا ہے اس میں طاقت پیدا کر دیں گے اور ایسی مقدرت عطا کریں گے جس سے نفوس کا تزکیہ ہو۔ وَلَيُبَدِّلَنَّهُمْ مِّنْ بَعْدِ خَوْفِهِمْ اَمْنًا۔ ان کو مشکلات بھی پیش آویں گے لیکن اللہ تعالیٰ انکی پناہ ہوگا۔

مشکلات پیش آنے کا یہ باعث ہوا کرتا ہے کہ انسانی طبایع کسی کا محکوم ہونے میں مضائقہ کیا کرتے ہیں چنانچہ خود خدا تعالیٰ فرماتا ہے کہ ہماری حکومت کو یہ لوگ طوعاً اور کرہاً مانتے ہیں پس جب خدا کی حکومت کا یہ حال ہے تو پھر جب انبیاء علیہم السلام کی حکومت ہوتی ہے اسوقت لوگوں کو اور بھی اعتراضات سوجھتے اور کہتے ہیں لَوْلَا نُزِّلَ هٰذَا الْقُرْاٰنُ عَلٰى رَجُلٍ مِّنَ الْقَرْيَتَيْنِ عَظِيْمٍ (پ ۲۵) کہ وحی کا مستحق فلاں رئیس یا عالم تھا اس سے ظاہر ہے کہ لوگ رسول کی بعثت کیلئے خود بھی کچھ صفات اور اسباب تجویز کرتے ہیں جس سے ارادہ الٰہی بالکل لگا نہیں کھاتا علیٰ ہذا القیاس رسول کے خلیفہ کی حکومت ہو تب تو ان کو مضائقہ پر مضائقہ اور کراہت پر کراہت ہوتی ہے اسی لئے اللہ تعالیٰ نے فرمایا اَهُمْ يَقْسِمُوْنَ رَحْمَتَ رَبِّكَ نَحْنُ قَسَمْنَا بَيْنَهُمْ مَّعِيْشَتَهُمْ۔ کہ کیا یہ لوگ الٰہی فضل کی خود تقسیم کرتے ہیں حالانکہ دیکھتے ہیں کہ وجہ معاش میں ہم نے ان کو خود مختار نہیں رکھا اور خود ہم نے اس کی تقسیم کی ہے۔ پس جب ان کو علم ہے کہ خدا کے ارادہ سے سب کچھ ہوتا ہے تو پھر انبیاء اور ان کے خلفا کا انتخاب بھی اس کے ارادے سے ہوتا ہے۔

سورہ حجرات میں اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔ اِنَّ فِيْكُمْ رَسُوْلَ اللّٰهِ لَوْ يُطِيْعُكُمْ فِيْ كَثِيْرٍ مِّنَ الْاَمْرِ لَعَنِتُّمْ۔ کہ تم میں محمد خدا کا رسول ہے اگر تمہاری رائے پر چلے تو تمہیں تکلیفوں اور دکھوں کا سامنا ہو۔ یہ خدا کا ہی انتخاب ہے جو کہ اپنا کام کئے جا رہا ہے یہ اسی کا فعل ہے کہ امام بناوے خلیفہ بناوے تمہاری سمجھ وہاں کام نہیں آسکتی۔ رموز سلطنت خویش خسروان دانند۔ اگر اللہ تعالیٰ ایک شخص کو ہمارے کہنے کے

مامور کر دے اور اس کے اخلاق رذیلہ ثابت ہوں۔ ظالم۔ خود غرض۔ کینہ پرور نکل آوے تو دیکھو کس قدر مشکل پڑے۔ اسی لئے لوگوں کو انجمنوں اور سماجوں میں اپنے منتخب کردہ پریسیڈنٹوں کو منسوخ کرنا پڑتا ہے یا وہ لوگ خود الگ ہو جاتے ہیں۔ انسان جب سے پیدا ہوا ہے جسم کو چیر پھاڑ رہا ہے اور زمین کا ایک ایک روڑا الٹ دیا ہے صرف اس لئے کہ اس سے بچاؤ کا سامان نکل آوے مگر دیکھ لو کہ کچھ پیش نہیں گئی۔ بس جراثیم میں کمال کر دیا ہے ہر ایک مرض کے جرم معلوم ہو گئے ہیں مگر پھر بھی بیماریاں ہیں موت کا بازار گرم ہے اس نے زمانے ۳ لاکھ سال ہیضے کا پتہ دیا ہے کہ یہ تھا لیکن کل کیا ہوگا یا چند منٹوں کے بعد کیا پیش آنے والا ہے۔ اس کا اسے علم نہیں پھر کیسی نادانی ہے کہ اسقدر عظیم الشان کام کے انتخاب کو اپنے ذمہ لیتا ہے۔ اور کہتا ہے کہ نبی اور مامور ہمارے کہنے سے ہو۔

پس سوچنے کا مقام ہے کہ جب ملاقات اور تعلق کا سلسلہ اس دنیا کے مطابق ختم نہیں ہوا تو پھر کیا غرض کا سلسلہ یعنے ماموریت الٰہی کا وجود کیوں ختم ہو جاوے۔ اور جیسے رسولوں کی رسالت کسی کی رائے اور کہنے پر نہیں ہوتی تو خلافت کسی کے کہنے سے کیوں ہو جو مامور اور مرسل آتے ہیں وہ خدا ہی کے انتخاب سے آتے ہیں مخالفت صرف اس لئے ہوتی ہے کہ خدا تعالیٰ کی قدرت نمائی ہو۔ اور وہ بتلاوے کہ یہ ہمارا انتخاب اور ہمارے ہاتھ کا پودا ہے۔ اسی لئے ان لوگوں کے بیرونی اور اندرونی دشمن پیدا ہو جاتے ہیں جن کو یہ لوگ بڑے زور سے چیلنج دیتے ہیں۔ اعملوا علی مکانتکم انی عامل فسوف تعلمون من تکون لہ عاقبۃ الدار۔ پ ۳۔ کہ تم اپنی جگہ کوئی دقیقہ میری تباہی اور ناکامی کا مت چھوڑو اور کام کئے جاؤ اور میں بھی اپنا کام کرتا ہوں انجام کار خود پتہ لگ جاویگا۔ کہ مظفر و منصور کون ہے پھر کہتے ہیں علی اللہ توکلت فاجمعوا امرکم وشرکاءکم ثم لا یکن امرکم غمۃ ثم اقضوا الی ولا تنظرون پ ۱۱۔ کہ میرا بھروسہ خدا پر ہے۔ تم سب جمع ہو کر جو حیلہ چاہو کر لو۔ اور ایسا کرو کہ تم کو اپنی کامیابی میں کوئی شک و شبہ نہ رہے اور کوئی مفر میرے لئے نہ رہنے دو۔ پھر دیکھ لو کہ تم ناکام اور میں بامراد ہوتا ہوں کہ نہیں

پس دیکھ لو ایسے مواقع پر خدا تعالیٰ اپنے رسولوں کے دشمنوں کو شکست دیا کرتا ہے بتلاتا ہے کہ دیکھو میں اس کا محافظ ہوں کہ نہیں اور یہ ہمارا مرسل ہے کہ نہیں۔ غرضیکہ انبیاء کی بعثت میں ایک سر ہوتا ہے۔ کہ ان کے ذریعہ سے الٰہی تصرف اور اقتدار کا پتہ لگتا ہے۔

بیعت کے معنے اپنے آپ کو بیچ دینے کے ہیں اور جب انسان کسی کو دوسرے کے ہاتھ پر بیچ دیتا ہے تو اس کا اپنا کچھ نہیں رہتا۔ صحابہ کرام نے اپنے نفسوں کو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ہاتھ پر بیچکر آپ کی اطاعت کو کہاں تک مدنظر رکھا ہوا تھا۔ اس کا حال دو حکایتوں سے معلوم ہوتا ہے۔ جن کا ذکر میں کرتا ہوں۔ جمعہ کے روز خطبہ ہو رہا تھا۔ اور لوگ کھڑے ہوئے تھے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے حکم دیا کہ بیٹھ جاؤ عبد اللہ ابن مسعود ایک صحابی اس وقت مسجد کی گلی میں آ رہے تھے۔ انکو بھی یہ آواز پہونچ گئی اور وہ جہاں تھے وہیں بیٹھ گئے۔ لوگوں نے وجہ پوچھی تو کہا کہ میں نے سمجھا کہ خدا معلوم مسجد جانے تک جان ہو گی یا نہ چلم سنا ہے۔ اسی وقت اسکی تعمیل کر لوں دوسرا واقعہ ایک صحابی کعب نامی کا ہے جو کہ آنحضرت صلعم کا صحابی اور دولتمند آدمی تھا۔ آپ نے جب غزوہ تبوک کی تیاری کا حکم جماعت کو دیا۔ تو ہر ایک شخص اپنی اپنی جگہ طیاری کرنے لگا اور کعب نے خیال کیا کہ چونکہ میں ایک امیر آدمی ہوں اس لئے جس وقت چاہوں گا ہر ایک سامان مہیا کر لوں گا۔ چونکہ بستی کوئی بڑی نہ تھی۔ کہ افراط سے ہر ایک شے موجود ہوتی اس لئے لوگ تو طیاری کر کے روانہ ہوئے۔ اور کعب پیچھے رہ گیا۔ جب وہ بازار میں گیا تو اسے کچھ بھی نہ ملا اس کاہلی اور سستی کا اور کیا نتیجہ ہوتا۔ آخر کار شمولیت سے محروم رہا۔ جب آنحضرت صلعم واپس تشریف لائے تو کعب ایک حدیث میں خود بیان کرتا ہے۔ مجھے غم نے تنگ کیا اور میں جھوٹ بولنے کا ارادہ کرنے لگا اور سوچنے لگا کہ ایسی بات کہوں کہ آپ کے غصہ سے بچ جاؤں اور اپنی برادری کے سر عقلمندوں سے امین اعانت کا طلبگار رہا۔ جب خبر لگی کہ رسول اللہ صلعم تشریف لے آئے اسوقت مجھ سے یہ کذب دور ہو گیا۔ اور میں نے جان لیا کہ آپ کے روبرو جھوٹ بولنے سے مجھے کبھی نجات نہ ہوگی پس میں نے سچ بولنے کا پختہ ارادہ کر لیا۔ اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم علی الصباح مدینہ میں آ پہونچے۔ اور جب آپ سفر سے

نوٹ یہ قصہ ہم نے اصل کتاب حدیث سے نقل کر دیا ہے کہ ناظرین کو واقفیت تامہ ہو۔

تشریف لایا کرتے تھے۔ تو اول مسجد میں نزول فرمایا کرتے تھے آپ نے مسجد میں دو رکعت نماز پڑھی اور لوگوں کی ملاقات کے لئے وہاں ہی بیٹھ گئے پس مخلف لوگ آتے اور سوگند کھا کھا کر اپنے تخلف کے عذر آپ کے سامنے بیان کرتے تھے اور یہ لوگ اسی آدمی سے کچھ زیادہ تھے۔ رسول اللہ صلعم نے ان کا عذر قبول فرمایا اور ان سے بیعت کی اور ان کے لئے استغفار کیا۔ اور ان کے باطن اللہ تعالیٰ کے سپرد فرمائے جب میں خدمت میں حاضر ہوا۔ تو آپ نے مجھے دیکھکر غضبناک آدمی کی طرح تبسم فرمایا۔ اور مجھے کہا آگے آ میں سلام کر کے آپ کے آگے بیٹھ گیا۔ پھر آپ نے مجھے فرمایا کہ تو کس سبب پیچھے رہ گیا کیا تو نے سواری خرید نہیں کی تھی میں نے عرض کی کہ یا رسول اللہ صلعم مجھے خدا تعالیٰ کی قسم ہے کہ اگر آج میں آپ کے سوا کسی دنیادار آدمی کے روبرو ہوتا تو خدا تعالیٰ نے مجھے کلام میں ایسی فصاحت عطا کی ہے کہ آپ دیکھتے کہ میں عذر بیان کر کے اس کے غصہ سے صاف نکل جاتا۔ لیکن میں جانتا ہوں کہ اگر میں آج جھوٹ بولکر آپ کو خوش بھی کروں گا تو عنقریب خدا تعالیٰ آپ کو مجھپر غضبناک کر دے گا اور اگر آج میں نے آپکے روبرو سچ کہا تو بیشک آپ مجھپر غضبناک ہونگے مگر خدا تعالیٰ سے مجھے عاقبت حمیدہ کی امید ہے۔ خدا تعالیٰ کی قسم ہے کہ مجھے کوئی عذر نہ تھا اور میں تخلف کے وقت پہلے سے بھی قوی اور خوش گذران تھا (میری عرض سنکر) آپ نے فرمایا بیشک اس نے سچ کہا (اور مجھے فرمایا) کہ اٹھ کھڑا ہو اور چلا جا اگر خدا تعالیٰ تیرے حق میں فیصلہ کرے (میں اٹھ کھڑا ہوا) اور بنی سلمہ میں سے کچھ آدمی میرے پیچھے ہو لئے اور مجھے کہتے تھے خدا تعالیٰ کی قسم ہے ہم نہیں جانتے کہ تو نے اس سے پہلے کوئی گناہ کیا ہو تو نے رسول اللہ صلعم کے روبرو ویسے ہی عذر کیوں نہ کئے جیسے دوسرے متخلفوں نے کئے تھے تیرے گناہ کے لئے رسول اللہ صلعم کا استغفار کافی تھا مجھے خدا تعالیٰ کی قسم ہے کہ وے لوگ ایسے میرے پیچھے ہوئے کہ ان کے کہنے سے میں نے بھی ارادہ کر لیا کہ لوٹ کر رسول اللہ صلعم کی خدمت میں اپنی پہلی تقریر کی تکذیب کروں پھر میں نے ان سے پوچھا کہ اس کام میں میرے ساتھ کوئی اور بھی ہے (یعنے کوئی اور بھی ایسا شخص ہے جس نے میری جیسی تقریر کی ہو) انہوں نے کہا ہاں دو آدمی ہیں انہوں نے تیری جیسی تقریر کی ہے اور

ان کو بھی رسول اللہ صلعم نے ایسا ہی فرمایا ہے جیسا تجھے فرمایا ہے۔ میں نے کہا وہ دونوں کون کون ہیں لوگوں نے کہا ایک مرارہ بن ربیعہ عامری اور دوسرا ہلال بن امیہ واقفی وہ کہتا ہے کہ لوگوں نے ایسے دو آدمی صالح کا نام لیا (باقی دارد)

احمدی زمینداروں کیلئے عمدہ موقعہ

ہمارے مکرم بھائی بابو محمد صاحب سابق ہیڈکلرک محکمہ نہر کو سرکار دولت مدار کی طرف سے انکی خدمات کے صلے میں دو مربع زمین نہر جہلم پر عطا ہوئی ہے یہ اراضی چک ۲۲۲ کے نام سے مشہور ہے۔ اور یہ قطعہ بہت ہی عمدہ اور زرخیز ہے نہر کے ذریعہ آبپاشی ہوتی ہے سٹیشن ملکوال سے سہ کوس کے فاصلہ پر واقع ہے۔ بابو صاحب موصوف کی خواہش ہے کہ اس اراضی کو وہ احمدی کاشتکاروں کے ذریعہ آباد کریں۔ اسواسطے احمدی زمینداروں کے لئے یہ بڑا ہی نادر موقع ہے کہ انکی ایک اپنی بستی آباد ہو جائیگی۔ جو صاحب اس اراضی کی کاشت وغیرہ کے لئے وہاں جانے پر رضامند ہوں انہیں چاہئے کہ وہ بابو محمد صاحب پنشنر متصل ڈاکخانہ لودہانہ سے خط و کتابت کر کے فیصلہ کر لیں۔ جقدر جلد ان کے نام درخواستیں بھیجدیں گے اسی قدر مفید ہوگا۔

میں ان سرپرستان الحکم کی مہربانی اور اعانت فرمائی کا شکرگذار ہوں جنہوں نے سطیع کے بل وی پی خواہ وہ بقایا کے متعلق تھے یا پیشگی قیمت سال رواں کے لئے وصول فرمائے ہیں اگلی اشاعت سے میں سلسلہ وار رسیدیں شایع کر دونگا۔ تاکہ اطمینان ہو جاوے۔

اختیار الاسلام

دیکھے الحکم کی گذشتہ اشاعت

میں اس کتاب پر ریمارک کیا تھا دوسرا اور تیسرا حصہ بھی چھپکر شایع ہو گیا ہے۔ میں نے ابھی یہ دونو حصے نہیں پڑھے ہیں لیکن میں خوشی کے ساتھ ظاہر کرتا ہوں کہ یہ کتاب حضرت حکیم الامتہ اور مخدوم الملتہ مولوی عبد الکریم صاحب نے بھی پسند فرمائی ہے۔ جس سے ماسٹر عبد الرحمن صاحب کے خلوص اور اہلیت کا پتہ ملتا ہے۔ میری رائے ہے کہ ایسی کتابوں کی کثرت سے اشاعت ہو تینوں حصوں کی قیمت ۳/ ہے آریوں کو خصوصاً یہ کتاب پڑھنی چاہئے

انوار احمدیہ پریس قادیان دار الامان میں باہتمام شیخ یعقوب علی تراب احمدی اینڈ سنز مالکان کارخانہ مذکور چھپکر شایع ہوا۔

فہرست کتب موجودہ دفتر الحکم

ازالہ اوہام ۔ ہر دو حصہ یہ نظیر کتاب حضرت سلطان القلم مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی زبردست قلم کا نتیجہ ہے جس میں اپنے دعوے کے متعلق نہایت شرح و بسط سے کام لیا ہے اور مخالفون کے اعتراضون کو نمبر وار دور فرمایا ہے۔

آریہ دھرم آریہ مذہب کی حقیقت کو حضرۃ حجۃ اللہ نے طشت از بام کر دیا ہے خصوصیت سے مسئلہ نیوگ کے خطرناک بدنتائج کو کھول کر دکھایا ہے اور آریون کے ان اعتراضون کا جواب دیا ہے جو وہ اسلام پر کرتے ہیں قیمت ۴ر

نماز پر تقریر اور مسئلہ وحدت وجود پر خط حضرت مسیح موعود نے نماز کے اسرار پر لطیف تقریر فرمائی ہے اور وحدت وجودی اعتقادات کا لاجواب رد کیا ہے یہ رسالہ بہت ہی مقبول ہوا ہے تیسری دفعہ چھپا ہے۔ قیمت ۲ر

حضرت اقدس کی پرانی تحریرین حصہ اول، اعلیحضرت کے تیس سال پرانے مضامین آریہ کا مسئلہ تناسخ وید اور قرآن کے مقابلہ پر۔ قیمت ۳ر

سراج الدین عیسائی کے چار سوالونکا جواب عیسائی مذہب کی تردید اور اسلام کی حقیقت پر حضرت خلیفۃ اللہ کا لطیف رسالہ دوسری مرتبہ چھپا ہے قیمت ۴ر

فیصلہ آسمانی حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی قلم سے مضمون نام سے ظاہر ہے۔ قیمت ۳ر

نور القرآن حصہ دوم عیسائیون کا عجیب قبیت ۳ر

فاضل امروہی کی تصنیفات

مندرجہ ذیل کتب کیلئے اسیقدر کہدینا کافی ہے کہ وہ امام فن مناظرہ فاضل امروہی کی تصنیفات ہین

تحذیر المومنین۔ مولوی محمد حسین بٹالوی نے جو فتوی کفر حضرت مسیح موعود کے خلاف تجویز کیا تہا اور چند مغالطہ پیش کئے تھے اس کا کافی و وافی جواب ایک قابل دید کتاب ہر ایک احمدی کے پاس ہونی چاہیے قیمت ۲ر

شمس بازغہ۔ پیر مہر علی شاہ گولڑوی کی کتاب شمس الہدایہ کا لاجواب جواب۔ قیمت ۸ر

تفسیر سورہ تبت۔ سورہ تبت پر ایک عیسائی کے اعتراضون کا جواب اور سورۃ مذکور کی عجیب تفسیر قیمت ۲ر

سوا دو انجیل نمبر ا ۔ ایک ہندوستانی مولوی کے خط کے جواب میں قیمت ۲ر

ملخص و شیعہ۔ حکیم الامت کی اچھوتی تحریر قیمت ۲ر

ایڈیٹر الحکم کی تالیفات

تفسیر القرآن پارہ اول۔ یہ تفسیر قوم اور بزرگان قوم نے خیر معمولی طور پر پسند فرمائی ہے صدہا خطوط اظہار پسندیدگی کے پہنچے ہین بہا ناظب کہ سلسلہ عالیہ احمدیہ کی بابرکت سے قربت ہوگئی ہے قیمت ۱۲ر

تفسیر القرآن پارہ دوم۔ بطور رسالہ ماہواری تفسیر ناظرین تفسیر کے بعید اصرار پر بطور رسالہ ماہواری طبع ہونی شروع ہوئی تہی لیکن بعض مقدمات کی وجہ سے بعض خارجی اسباب ایسے پیش آ گئے کہ دو نمبرون کے بعد سلسلہ بند ہوگیا لیکن اب انشاء اللہ عنقریب سلسلہ بدستور جاری ہونیوالا ہے گذشتہ دو نمبرون کی قیمت ۸ر اور سالانہ قیمت ۱۰ر

سلک مروارید ۔ سلسلہ عالیہ احمدیہ مین اپنی طرز کا پہلا رسالہ جو مستورات کی اصلاح اور انہین سلسلہ عالیہ کی تعلیم کو عام کرنیکی غرض سے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی خواہش کے موافق ناول کے طرز پر لکہا گیا ہے۔ یہ رسالہ بہت ہی مقبول ہوا ہے قیمت ۴ر

رپورٹ جلسہ ۱۹۰۴ء جو دار الامان مین ۱۹۰۴ء مین دسمبر کے اواخر مین ایک عظیم الشان جلسہ ہوا تہا جسمین حضرت حجۃ اللہ نے تین زبردست تقریرین بیان فرمائین اور حضرت حکیم الامت اور مولانا مولوی عبد الکریم صاحب نے قرآن کریم کے معارف پر اچہوتے لیکچر دیئے یہ سب تقریرین کیجا جمع ہین علاوہ برین رپورٹ کے شروع مین ایڈیٹر نے ایک قابل دید انٹروڈکشن لکہا ہے۔ قیمت ۸ر

الانذار ۔ حضرت حجۃ اللہ مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے ۱۹۰۲ء کو قادیان مین ایک جلسہ طاعون کے متعلق کیا تہا جسکی قابل قدر تجاویز گورنمنٹ پنجاب نے بھی شکر گذاری کا اظہار فرمایا تہا اس جلسہ کے حالات حضرت حجۃ اللہ اور حکیم الامت کی تقریرون کا مجموعہ قیمت ۳ر

اصلاح النظر۔ حضرت حکیم الامت کے خاص ارشاد پر ایڈیٹر الحکم نے ایک آریہ کے اعتراضات متعلقہ قصہ آدم کا جواب جس کو حضرت حکیم الامت نے نہ صرف پسند فرمایا بلکہ اصلاح بھی فرمائی۔ قیمت ۲ر

متفرق کتابین

قصیدہ ضرب الاسرار قیمت ۲ر وفات مسیح پنجابی نظم قیمت ۲ر

فیض احمدی (درود شریف پر پنجابی نظم) قیمت ۲ر

شیخ عبد الحق نومسلم کی قلم سے

برہان الحق (عیسائی مذہب کی حقیقت کہولدی ہے) ۴ر

دعوۃ الحق نمبر ۲۔ انجیل کی حقیقت۔ قیمت ۲ر

سید حامد شاہ صاحب سیالکوٹی کی تصنیف

النصح (نظم) مین عیدون کو خواص و نشانات قیمت ۲ر

مسلمانونکا خدا اور اس کے حضور مین دعا مضمون نام سے ظاہر قیمت ۲ر

نمونہ قرآن مجید جو قاعدہ یسرنا القرآن کے مطابق دو پارہ چہپا ہے قیمت ۲ر

بڑے سائز پر بلا حرف ۴ر علاوہ محصولڈاک کے بازار

المشتہر منیجر اخبار الحکم قادیان ضلع گورداسپور

حقیقت نماز

الحکم کی گذشتہ اشاعت مین مندرجہ بالا عنوان کا اعلان کیا گیا تہا۔ مین آج اس کتاب کے مضامین کی مختصر سی فہرست دیتا ہون اس فہرست سے معلوم ہوسکے گا کہ یہ کتاب کیسی عمدہ اور مفید ہے۔

مین اس کتاب کو کم از کم دو ہزار چہاپنا چاہتا ہون ناظرین اپنی درخواستین جلد بہیجکر اطلاع دین تاکہ اندازہ ہوسکے۔

فہرست مضامین حقیقت نماز

اس کے علاوہ خطبات کریمہ طبع ہونی شروع ہوگئی ہے۔ اور مکتوبات احمدی کی ترتیب کا کام ہو رہا ہے

(ایڈیٹر الحکم)

سالِ نو کے افتتاحی جملے

ناظرین اور سرپرستان الحکم کو نیا سال مبارک ہو۔

اللہ تعالےٰ ہی کا فضل اور کرم ہے جو مین اپنی زندگی مین اپنے قلم سے الحکم کی ۱۴ مین جلد کا پہلا نمبر ایڈٹ کر رہا ہون اُسیکا فضل دستگیری فرمائیگا تو آیندہ مجھے اس خدمت کا شرف اور فخر حاصل ہوگا جو بہتون کی بھلائی اور رستگاری کا موجب ہے۔ ؎

گر از حق نہ توفیق خیرے رسد۔ کہ از بندہ خیرے بغیرے رسد
زبان را چہ گوئی کہ اقرار او۔ ببین تا زبان را کہ گفتار داد

الحکم کے کالمون مین ایڈیٹر کی راؤن کو اس سے پہلے لفظ "ہم" سے ظاہر کیا جا رہا ہے اور آیندہ کے لئے یہ التزام لفظ "مین" سے تبدیل کر دیا گیا ہے اس کے متعلق کسی تفصیلی بحث کی نہ ضرورت ہے نہ اس کا فائدہ!

الحکم کی ترتیب مین جو تبدیلی ہان نمایان تبدیلی نظر آئے گی اس سے غرض الحکم کو ہر پہلو سے مفید دلچسپ اور مکمل بنانا ہے لیکن یہ کام جو قوم کی غرض مشترک کہلاتا ہے صرف ایڈیٹر کی محنت اور سعی پر ہی منحصر نہین بلکہ اسکے لئے ضرورت ہے قوم کی توجہ اور اعانت کی جبکے ساتھ ایڈیٹر کی سعی اور محنت ملے گی اور پھر دونون کے امتزاج کو اخلاص کے ساتھ دعاؤن کی تقویت پہونچے گی تو یہ گاڑی کھچ سکے گی۔ ورنہ خدا ہی حافظ ہے۔ ؎

مایان مقصد عالی تو نیم سیدہان۔ مگر مش بہ نہد لطف شما گامِ چند

گزشتہ دو سال مین خاکسار ایڈیٹر الحکم کو مقدمہ لائیبل کی کش مکش مین بہت وقت دینا پڑا۔ اور اخبار کی طرف وہ پوری توجہ نہین کر سکا تاہم جہانتک بن پڑا۔ اس خدمت کو بھی نباہا اور محض خدا کے فضل سے نباہا۔ اور آیندہ بھی خدا ہی کے فضل سے ہوگا اگر کچھ ہوا۔ ؎

جو کچھ ہوا ہوا فضل سے تیرے + جو کچھ ہوگا تیرے کرم سے ہوگا

معاونین و سرپرستان الحکم کا مین خاص طور پر شکر گذار ہون کہ انہون نے باوجود اخبار کی بہت بڑی بے ترتیبیون کے اپنا دست سرپرستی انکے ہاتھ پر رکھا اور اس کی ہر ادا کو قبولیت کی نظر سے دیکھا۔ اللہ تعالےٰ خود ان کی جزا ہو اور اپنے قومی خادم کی اعانت کی توفیق دے آمین +

سال گذشتہ مین الحکم کی اشاعت مین ۱۹۰۸ء کے مقابلہ مین نمایان ترقی رہی لیکن بہت سے ادائے قیمت مین سہل انگاری کرنیوالے خریدارون کی نظر عنایت سے اس سال مین خود محروم رہنے کی کوشش کرنی چاہتا ہون کیونکہ الحکم کا کام کسی چندہ یا مستقل سرمایہ کی بنا پر نہین اس لیے آیندہ کے لیے پیشگی قیمت کا ادا کرنا شرط خریداری گذشتہ آٹھ سال کے تجربہ نے لازمی شرط قرار دینے پر مجھے مجبور کیا ہے۔

الحکم کے حجم مین اس سال افسوس سے ظاہر کرتا ہون مجھے کمی کرنی پڑی۔ اس کمی سے خریدارون کو کوئی نقصان نہین کیونکہ گذشتہ سالونمین جس قدر ریڈنگ میٹر انکو دیا جاتا رہا ہے اسیقدر اب بھی ملے گا گو مین چاہتا تھا کہ یہ کمی نہو لیکن اسکے ذمہ وار وہ افراد ہین جو قومی اخبارون کو ادنی درجہ کا خدمتگار سمجھکر بھی ان کے حقوق انہین دینا نہین چاہتے۔ پس اگر وہ احمدی ہین تو اپنا محاسبہ اب خود کر لین کہ انکے ہاتھ سے قوم پر کیا اثر پڑتا ہے۔

اس سال مین قوم کی خدمت کس حد تک کرونگا۔ کس رنگ مین کرونگا۔ مجھے کچھ معلوم نہین یہ منحصر ہے میری زندگی پر۔ یہ منحصر ہے میری صحت پر اور درحقیقت منحصر ہے مولے کریم کی توفیق اور فضل پر۔ پس اسی کے فضل و کرم پر بھروسہ کرکے جہانتک میری طاقت اور سمجھ ہوگی مین اس کام مین اپنی زندگی کے ایام گذارونگا اس لیئے میرے ناظرین جو ان مالی مشکلات کے لیئے مجھے زر سے مدد دیتے ہین وہان میرے انشراح صدر اور معرفت و بصیرت کے لیئے دعا کرین تا خدا تعالےٰ کا فضل میرے شامل حال ہو کر اس خدمت دین مین مجھے وہ صراط مستقیم دکھا دے جو اصل مقصد کیطرف لیجاوے۔

سالِ نو کے شروع مین فطرتاً امیدون مین جدت اور نمو پیدا ہوتا ہے اسلیئے مین بھی بہت سی امیدون کے ساتھ اس پرچہ کو شروع کرتا ہون۔ خدا میرا مددگار ہو۔ (آمین)

الحکم کے پہلے پرچہ مین انجیل کا معقول اندازہ کے عنوان کے انگریزی لیکچر کا ترجمہ ہم نے شروع کیا ہے یہ لیکچر ایک یونی ٹیرین (عیسائی موحدین) کا ہے عیسائی مذہب کے لحاظ سے جو کچھ اُسنے لکھا ہے قابل غور ہے بعض مقامات اسکے اگر قابل ریمارک ہونگے تو بعد مین یا ساتھ ساتھ جیسا مناسب ہوگا ریمارک کرینگے انشاء اللہ العزیز۔

دارُالامان مین سال کا اخیر ہفتہ

دسمبر کے آخری ہفتہ مین چونکہ عام تعطیلات ہوتی ہین اور ملازمت پیشہ احباب کو حضرت حجت اللہ مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے حضور حاضر ہو کر فیض صحبت سے مستفید ہونیکا موقع مل جاتا ہے اسلیئے ان ایام مین قادیان مین مہمانون کی غیر معمولی ترقی ہوتی ہے لیکن امسال چونکہ حضرت اقدس علیہ الصلوٰۃ والسلام کو بڑا حصہ سال کا باہر گذارنا پڑا اور گورداسپور کے عارضی قیام اور لاہور اور سیالکوٹ کے سفرون مین بہت لوگونکو شرف نیاز حاصل ہو چکا تھا۔ ان دنون دارالامان آنیوالے احباب کی تعداد بہت ہی تھوڑی تھی پھر بھی لاہور۔ کپورتھلہ۔ لودیانہ۔ کریام ضلع جالندھر۔ بنگہ ضلع جالندھر۔ کاٹھ گڑھ ضلع ہوشیارپور۔ سرور ضلع مذکور۔ شاہ پور۔ سیالکوٹ۔ ضلع فیروزپور۔ امرتسر۔ میرٹھ۔ وغیرہ مقامات سے اکثر احباب آ گئے تھے۔ سوء اتفاق سے حضرت حجۃ اللہ علیہ الصلوٰۃ والسلام کی طبیعت ناساز تھی۔ اور حضرت حکیم الامۃ اور مخدوم الملت بھی عرصہ سے کسی نہ کسی رنگ مین نصیب اعدا بیمار رہتے ہین اسلئے امسال دسمبر کے آخری ایام جو دارالامان مین غیر معمولی رونق اور فیضان الٰہی کی بارش کے ایام ہوتے ہین اس رنگ اور رونق کے نہ تھے مگر اس مین کوئی کلام نہین کہ خدا تعالےٰ کا مامور جو مہبط وحی الٰہی ہے اپنی دعاؤن اور توجہ اور عقد ہمت سے وہی کام کر رہا تھا جو اپنی فیض تقریرون اور نصائح سے کیا کرتا تھا۔ حضرت حکیم الامت اور مخدوم الملت بھی وقتاً فوقتاً ملنے والے احباب کو مناسب موقع نکات قرآنی سے متمتع فرماتے رہے۔ حضرت حجت اللہ علیہ الصلوٰۃ والسلام بھی عموماً ۸ بجے سے ۱۱ بجے تک تشریف لاتے رہے۔

۲۹۔ دسمبر ۱۹۰۹ء کو خدام کی درخواست اور التجا پر حضور نے مسجد اقصےٰ مین تشریف لانیکا وعدہ فرمایا۔ چنانچہ آپ قبل از ظہر تشریف لائے + نماز سے پہلے قاضی خواجہ علی صاحب لودہانوی نے دولڑکون کو پیش کیا + جو کاٹھ گڑھ ضلع ہوشیارپور کے رہنے والے ہین انہون نے چمکار حق کی ایک سی حرفی کے کچھ پنجابی شعر نہایت دلکش لہجہ مین پڑھے۔ ظہر کی نماز حضرت حکیم الامت نے پڑھائی پھر حضرت نے ایک تقریر فرمائی جسکو ذیل مین درج کیا جاتا ہے

حضرت حجتُ اللہ کی تقریر پُرتاثیر

خاتمہ بالخیر ہو میری طرف سے اپنی جماعت کو بار بار وہی نصیحت ہے جو مین پہلے بھی کئی دفعہ کر چکا ہون کہ عمر چونکہ تھوڑی اور عظیم الشان کام درپیش ہے اسلیے کوشش کرنی چاہیے کہ خاتمہ بالخیر ہو جاوے۔

تقسیم عمر خاتمہ بالخیر ایسا امر ہے کہ اسکی راہ مین بہت سے کانٹے ہین جب انسان دُنیا مین آتا ہے تو کچھ زمانہ اس کا بیہوشی مین گذر جاتا ہے یہ بیہوشی کا زمانہ وہ ہے جبکہ وہ بچہ ہوتا ہے۔ اور اس کو دُنیا اور اسکے حالات سے کوئی خبر نہین ہوتی اسکے بعد جب ہوش سنبھالتا ہے تو ایک زمانہ ایسا آتا ہے کہ وہ بیہوشی تو نہین ہوتی جو بچپن مین تھی لیکن جوانی کی ایک مستی ہوتی ہے جو اس جوش کے دنون مین بھی بیہوشی پیدا کر دیتی ہے اور کچھ ایسا از خود رفتہ ہو جاتا ہے کہ نفس امارہ غالب جاتا ہے اسکے بعد پھر تیسرا زمانہ آتا ہے کہ علم کے بعد پھر ..... کے علمی آجاتی ہے اور حواس مین اور دیگر قوے مین فتور آنے لگتا ہے یہ پیرانہ سالی کا زمانہ ہو بہت سے لوگ اس زمانہ مین بالکل حواس باختہ ہو جاتے ہین۔ اور قوے بیکار ہو جاتے ہین۔ اکثر لوگون مین جنون کا مادہ پیدا ہو جاتا ہے ایسے بہت سے خاندان ہین کہ ان مین ۶۰ یا ۷۰ سال کے بعد انسان کے حواس مین فتور آجاتا ہے۔ غرض اگر ایسا نہ بھی ہو تو بھی قوی کی کمزوری اور طاقتونکے ضایع ہو جانیسے انسان ہوش مین بے ہوش ہوتا ہے۔ اور ضعف و تکاہل اپنا اثر کرنے لگتا ہے۔ انسان کی عمر کی تقسیم انہین تین زمانو پر ہو اور یہ تینون ہی خطرات اور مشکلات مین ہین پس انکو نظر رکھکر خاتمہ بالخیر کے لیے کسقدر مشکل مرحلہ ہے۔

بچپن کا زمانہ تو ایک مجبوری کا زمانہ ہے اس مین سوا لہو و لعب اور کھیل کود اور چھوٹی چھوٹی خواہشون کے اور کوئی خواہش ہی نہین ہوتی۔ ساری خواہشون کا منتہا کھانا پینا ہی ہوتا ہے۔ دنیا اور اسکے حالات سے محض ناواقف ہوتا ہے۔ امور آخرت سے بکلی ناآشنا اور لاپروا ہوتا ہے عظیم الشان امور کی اسے کوئی خبر ہی نہین ہوتی۔ وہ نہین جانتا کہ دنیا مین اسکے آنے کی کیا غرض اور مقصد ہے یہ زمانہ تو یون گذر گیا اسکے بعد جوانی کا زمانہ آتا ہے کچھ شک نہین کہ اس زمانہ مین اسکے معلومات بڑھتے ہین اور انکی خواہشونکا حلقہ وسیع ہوتا ہے مگر جوانی کی مستی اور نفس امارہ کے جذبات عقل مار دیتے ہین۔ اور ایسے مشکلات مین پھنس جاتا ہے اور ایسے ایسے حالات پیش آتے ہین کہ اگر ایمان بھی لاتا ہے تب بھی نفس امارہ اور اسکے جذبات اپنی طرف کھینچتے ہین اور اسے ایمان اور اسکی ثمرات سے دور پھینک دینے کے لیے حملے کرتے ہین۔ اسکے بعد

جو پیرانہ سالی کا زمانہ ہے وہ تو بجائے خود ایسا نکما اور ردی ہوتا ہے جیسے کسی چیز سے عرق نکال لیا جاوے اور اس کا پھوک باقی رہ جاوے۔ اسی طرح پریشانی غم کا چوک بڑھاپا ہے۔ انسان اس وقت نہ دنیا کے لایق رہتا ہے اور نہ دین کے مخبوط الحواس اور مضمحل سا ہو کر اوقات بسر کرتا ہے۔ قویٰ میں وہ تیزی اور حرکت نہیں ہوتی جو جوانی میں ہوتی ہے اور بچپن کے زمانہ سے بھی گیا گذرا ہو جاتا ہے بچپن میں اگرچہ شوخی۔ حرکت۔ اور نشوونما ہوتا ہے لیکن بڑھاپے میں یہ باتیں نہیں۔ نشوونما کی بجائے اب قویٰ میں تحلیل ہوتی ہے اور کمزوری کی وجہ سے سستی اور کاہلی پیدا ہونے لگتی ہے۔ بچہ اگرچہ نماز اور اسکے مراتب اور ثمرات اور فوائد سے ناواقف ہو گیا ہوتا ہے۔ لیکن اپنے کسی عزیز کو دیکھ کر ریس اور امنگ ہی پیدا ہو جاتی ہے مگر اس پیرانہ سالی کے زمانہ میں تو اسکے بھی قابل نہیں رہتا۔ کیا خوب کہا ہے

پیری و صد عیب چنین گفتہ اند (ایڈیٹر)

حواس باطنی میں جس طرح اس وقت فرق آجاتا ہے حواس ظاہری میں بھی معمر ہو کر بہت کچھ فتور پیدا ہو جاتا ہے۔ بعض اندھے ہو جاتے ہیں بہرے ہو جاتے ہیں چلنے پھرنے سے عاری ہو جاتے ہیں اور قسم قسم کی مصیبتوں اور دکھوں میں مبتلا ہو جاتے ہیں۔ غرض یہ زمانہ بھی بڑا ہی ردی زمانہ ہے اس سے معلوم ہوتا ہے کہ ایک ہی زمانہ ہے جو ان دونوں کے بیچ کا زمانہ ہے یعنے شباب کا جب انسان کوئی کام کر سکتا ہے کیونکہ اسوقت قویٰ میں نشوونما ہوتا ہے اور طاقتیں آتی ہیں لیکن یہی زمانہ ہے جبکہ نفس امارہ ساتھ ہوتا ہے اور وہ اسپر مختلف رنگوں میں حملے کرتا ہے اور اپنے زیر اثر رکھنا چاہتا ہے یہی زمانہ ہے جو مواخذہ کا زمانہ ہے اور خاتمہ بالخیر کے لیئے کچھ کرنے کے دن بھی یہی ہیں لیکن ایسی آفتوں میں گھرا ہوا ہے کہ اگر بڑی سعی نہ کیجاوے تو یہی زمانہ ہے جو جہنم میں لیجاویگا اور شقی بنا دیگا ہاں اگر عمدگی اور ہوشیاری اور پوری احتیاط کے ساتھ اس زمانہ کو بسر کیا جاوے تو اللہ تعالٰے کے فضل و کرم سے امید ہے کہ خاتمہ بالخیر ہو جاوے کیونکہ ابتدائی زمانہ تو بے خبری اور غفلت کا زمانہ ہے اللہ تعالٰے اسکا مواخذہ نہ کریگا جیسا کہ خود اس نے فرمایا ہے لَا يُكَلِّفُ اللّٰهُ نَفْسًا اِلَّا وُسْعَهَا اور آخری زمانہ میں کو بڑھاپے کیوجہ سے سستی اور کاہلی ہوگی لیکن فرشتے اسوقت اسکے اعمال میں وہی لکھینگے جو جوانی کے جذبات اور خیالات ہیں یعنی ہیں اگر نیکیوں کیطرف مستعد اور حق تعالٰے خوف رکھنے والا اسکے احکام کی تعمیل کرنیوالا اور بدی سے بچنے والا ہے تو بڑھاپے میں گو ان اعمال کی بجا آوری میں کسی قدر سستی بھی ہو جاوے لیکن اللہ تعالٰے اسے معذور سمجھ کر ویسا ہی اجر دیتا ہے۔ ہر شخص بڈھے انسان کو دیکھتا کہ وہ کیسا از خود رفتگی کا زمانہ ہے کوئی بات چشم دید کیطرف سمجھ میں نہیں آتی ہے اسلیئے ان لوگوں پر خدا تعالٰے کا بڑا ہی فضل ہوتا ہے جو ابتدائی زمانہ میں اس زمانہ کے لیئے سعی کرتے ہیں اور اس زمانہ میں ان کے لیئے وہی تقوے اور خدا کی بندگی لکھی جاتی ہے۔ غرض آخر وہی ایک زمانہ جو جوانی کے جذبات اور نفس امارہ کی شوخیوں کا زمانہ ہے کچھ کام کرنیکا زمانہ رہ جاتا ہے اسلیئے اب سوچنا چاہئیے کہ وہ کیا طریق ہے جسکو اختیار کرکے انسان کچھ آخرت کے لیئے کما سکے۔

جوانی کا زمانہ کیسے مفید ہو؟ اس میں کچھ شک نہیں کہ یہ زمانہ جو شباب اور جوانی کا زمانہ ہے ایک ایسا زمانہ ہے کہ نفس امارہ نے اسکو ردی کیا ہوا ہے لیکن اگر کوئی کارآمد ایام ہیں تو یہی ہیں حضرت یوسف علیہ السلام کی بابت قرآن شریف میں لکھا ہے وَمَا أُبَرِّئُ نَفْسِي إِنَّ النَّفْسَ لَأَمَّارَةٌ بِالسُّوءِ إِلَّا مَا رَحِمَ رَبِّي یعنے میں اپنے نفس کو بری نہیں ٹھہرا سکتا کیونکہ نفس امارہ بدی کیطرف تحریک کرتا ہے اس کی اس قسم کی تحریکوں سے وہی پاک ہو سکتا ہے جسپر میرا رب رحم کرے اس سے معلوم ہوتا ہے کہ اس زمانہ کی بدیوں اور جذبات سے بچنے کیواسطے نری کوشش ہی شرط نہیں بلکہ دعاؤں کی بہت بڑی ضرورت ہے۔ سزا از بہ ظاہری ہی رجو انسان اپنی سعی اور کوشش سے کرتا ہے) کارآمد نہیں ہوتا جبتک خدا تعالٰے کا فضل اور رحم ساتھ نہو اور اصل تو یہ ہے کہ اصل زہد اور تقوے تو یہی وہی جو خدا تعالٰے کیطرف سے آتا ہے۔ حقیقی پاکیزگی اور حقیقی تقوے اسی طرح ملتا ہے ورنہ کیا یہ سچ نہیں ہے کہ بہت سے جامے بالکل سفید ہوتے ہیں اور باوجود سفید ہونے کے بھی وہ پلید ہو سکتے ہیں تو اس ظاہری تقوے اور طہارت کی ایسی ہی مثال ہے تاہم اس حقیقی پاکیزگی اور حقیقی تقوے اور طہارت کے حصول کے لئے ضرورت اس امر کی ہو کہ اسی زمانہ شباب و جوانی میں انسان کوشش کرے جبکہ قویٰ میں قوت اور طاقت اور دل میں ایک امنگ اور جوش ہوتا ہے اس زمانہ میں کوشش کرنا عقلمند کا کام ہے اور عقل اسی لیئے اللہ تعالٰے نے دی ہے۔

اوّل تدبیر کرو اس مقصد کے حاصل کرنے کے واسطے (جیسا کہ میں پہلے کئی مرتبہ بیان کر چکا ہوں) اول ضروری ہے کہ انسان دیدہ دانستہ اپنے آپ کو گناہ کے گڑھے میں نہ ڈالے ورنہ وہ ضرور ہلاک ہوگا جو شخص دیدہ دانستہ بدراہ اختیار کرتا ہے یا کنوئیں میں گرتا ہے اور زہر کھاتا ہے وہ یقیناً ہلاک ہوگا ایسا شخص دنیا کے نزدیک اور نہ اللہ تعالٰے کے نزدیک قابل رحم ٹھہر سکتا ہے۔ اس لیئے یہ ضروری اور بہت ضروری ہے خصوصاً ہماری جماعت کے لیئے جسکو اللہ تعالٰے نمونہ کے طور پر انتخاب کرتا ہے اور وہ چاہتا ہے کہ آنیوالی نسلوں کیلئے ایک نمونہ ٹھہرے) کہ جہانتک ممکن ہے بدصحبتوں اور بدعادتوں سے پرہیز کریں اور اپنے آپ کو نیکی کی طرف لگائیں اس مقصد کے حاصل کرنے کے واسطے جہانتک تدبیر کا حق ہے تدبیر کرنی چاہئے اور کوئی دقیقہ فروگذاشت نہیں کرنا چاہیئے۔

یاد رکھو تدبیر بھی ایک مخفی عبادت ہے اسکو حقیر سمجھو اسی سے وہ راہ کھل جاتی ہے جو بدیوں سے نجات پانے کی راہ ہے جو لوگ بدیوں سے بچنے کی تجویز اور تدبیر نہیں کرتے ہیں وہ گویا بدیوں پر راضی ہو جاتے ہیں اور اس طرح پر خدا تعالٰے اُن سے الگ ہو جاتا ہے۔

میں سچ کہتا ہوں کہ جب انسان نفس امارہ کے پنجہ میں گرفتار ہونے کے باوجود بھی تدبیروں میں لگا ہوا ہوتا ہے تو اسکا نفس امارہ خدا تعالٰے کے نزدیک لوّامہ ہو جاتا ہے اور یہی قابل قدر تبدیلی پا لیتا ہے کہ یا تو وہ امّارہ تھا جو لعنت کے قابل تھا اور یا تدبیر اور تجویز کرنے سے وہی قابل لعنت نفس امارہ لوّامہ ہو جاتا ہے جسکو یہ شرف حاصل ہے کہ خدا تعالٰے بھی اس کی قسم کھاتا ہے۔ یہ کوئی چھوٹا شرف نہیں ہے پس حقیقی تقوے اور طہارت کے حاصل کرنے کے واسطے اول یہ ضروری شرط ہے کہ جہانتک بس چلے اور ممکن ہو تدبیر کرو۔ اور بدی سے بچنے کی کوشش کرو۔ بدعادتوں اور بدصحبتوں کو ترک کردو۔ ان مقامات کو چھوڑ دو جو اس قسم کی تحریکوں کا موجب ہو سکیں جسقدر دنیا میں تدبیر کی راہ کھلی ہے اسقدر کوشش کرو اور اس سے نہ تھکو نہ ہٹو۔

دوسرا طریق دعا ہے دوسرا طریق حقیقی پاکیزگی کے حاصل کرنے اور خاتمہ بالخیر کے لیئے جو خدا تعالٰے نے سکھایا ہے وہ دعا ہے۔ اسلیئے جسقدر ہو سکے دعا کرو۔ یہ طریق بھی اعلیٰ درجہ کا مجرب اور مفید ہے کیونکہ خدا تعالٰے نے خود وعدہ فرمایا ہے ادْعُونِي أَسْتَجِبْ لَكُمْ۔ تم مجھ سے دعا کرو میں تمہارے لیئے قبول کرونگا۔ دعا ہی ایک ایسی چیز ہے جسکے ساتھ مسلمانوں کو فخر کرنا چاہئے۔ دوسری قوموں کو دعا کی کوئی قدر نہیں اور نہ انہیں اس پاک طریق پر کوئی فخر اور ناز ہو سکتا ہے۔

اسلام کا خاص فخر بلکہ یہ فخر اور ناز صرف اسلام ہی کو ہے دوسرے مذاہب اس سے بکلی بے بہرہ ہیں مثلاً عیسائیوں نے جب یہ سمجھ لیا ہے کہ ایک انسان (جس کو انہوں نے خدا مان لیا) نے ہمارے لیئے قربانی دیدی ہے انہوں نے اسپر بھروسہ کر لیا اور سمجھ لیا کہ ہمارے سارے گناہ اس نے اٹھا لیئے ہیں پھر وہ کونسا امر ہے جو اس کو دعا کے لیئے تحریک کریگا ممکن ہے کہ وہ گداز ش دل کے ساتھ دعا کرے۔ دعا تو وہ کرتا ہے جو اپنی ذمہ واری اور جوابدہی کو سمجھتا ہے لیکن جو شخص اپنے آپ کو بری الذمہ تصور کرتا ہے وہ دعا کیوں کریگا اس نے تو پہلے ہی سمجھ لیا ہو کہ گناہ دوسرے شخص نے اٹھائے ہیں اور اس طرح پر اسکے ذمہ کوئی جوابدہی نہیں تو اسکے دل میں تحریک کس طرح ہوگی اس نے اور شے پر بھروسہ کر لیا ہے اور اس طرح پر اس طریق سے جو دعا کا طریق ہے وہ دور چلا گیا ہے۔

غرض ایک عیسائی کے نزدیک دعا بالکل بے سود ہے اور وہ اسپر عمل نہیں کر سکتا اسکے دل میں وہ رقت اور جوش جو دعا کے لیئے حرکت پیدا کرتا ہے نہیں ہو سکتا۔

اسی طرح پر ایک آریہ جو تناسخ کا قائل ہو اور سمجھتا ہے کہ توبہ قبول ہی نہیں ہو سکتی اور کسی طرح پر اسکے گناہ معاف نہیں ہو سکتے وہ دعا کیوں کریگا؟ اس نے تو یہ یقین کیا ہوا ہے کہ جونوں کے چکر میں جانا ضروری ہے اور بیل گھوڑا۔ گدھا۔ گائے۔ کتا۔ سور وغیرہ بنتا ہے وہ اس راہ کی طرف آئے ہی گا نہیں۔۔۔۔۔۔

اس سے صاف معلوم ہوتا ہے کہ دعا اسلام کا خاص فخر ہے اور مسلمانوں کو اسپر بڑا ناز ہے مگر یہ یاد رکھو کہ یہ دعا زبانی بک بک کا نام نہیں ہے بلکہ یہ وہ چیز ہے کہ دل خدا تعالٰے کے خوف سے بھر جاتا ہے اور دعا کرنے والے کی روح پانی کی طرح بہ کر آستانہ الوہیت پر گرتی ہے اور اپنی کمزوریوں اور لغزشوں کے لیئے قوی اور مقتدر خدا سے طاقت اور قوت اور مغفرت چاہتی ہے اور یہ وہ حالت ہے کہ دوسرے الفاظ میں اسکو موت کہہ سکتے ہیں جب یہ حالت میسر آجاوے تو یقیناً سمجھو کہ باب اجابت اسکے لیئے کھولا جاتا ہے اور خاص قوت اور فضل اور استقامت بدیوں سے بچنے اور نیکیوں پر استقلال کے لیئے عطا ہوتی ہے۔ یہ ذریعہ سب سے بڑھکر زبردست ہے۔

دعا اور اہل زمانہ مگر بڑی مشکل یہ ہے کہ لوگ دعا کی حقیقت اور حالت سے محض ناواقف ہیں اور اسی وجہ سے اس زمانہ میں بہت سے لوگ اس سے منکر ہو گئے ہیں کیونکہ وہ ان تاثیرات کو نہیں پاتے۔ اور منکر ہونے کی ایک وجہ یہ بھی ہے کہ وہ کہتے ہیں کہ جو کچھ ہونا ہے وہ تو ہونا ہی ہے پھر دعا کی کیا حاجت ہے ہم مانتے ہیں خوب نتائج کہ یہ تو نرا بہانہ ہے انہیں چونکہ دعا کا تجربہ نہیں اس کی

(باقی)

قومی کالم

ایڈیٹوریل

بشنو! بشنو! بیا! بیا! اے قوم!!!

چونکہ **الحکم** حضرت حجۃ اللہ مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی شان مہدویت کے اظہار کا بہت بڑا ذریعہ ہے اسلئے ضروری معلوم ہوتا ہے کہ اب جبکہ احمدی قوم تین لاکھ کے قریب انسانوں کی ایک نئی قوم طیار ہو گئی ہے اور خدا تعالےٰ نے اپنے فضل و کرم سے اسکو ایک ممتاز قوم بنانا چاہا ہے میں وقتاً فوقتاً قوم کے سامنے ان امور کو پیش کرتا رہوں جو قوم کی ضروریات میں داخل ہیں اور جنکے بغیر جہانتک میں سمجھتا ہوں بہت بڑی مشکلات پیش آتی ہیں۔

اسبات سے تو کسی کو بھی انکار نہیں ہو سکتا کہ سلسلہ عالیہ احمدیہ ایک ایسا سلسلہ ہے جو منہاج نبوۃ پر واقع ہوا ہے اور اس سلسلہ کے اندر روح نبوت کام کر رہی ہے۔ یہی وجہ ہے کہ احمدیت ایک تبلیغی سلسلہ ہے حضرت حجۃ اللہ مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام اپنے سید و مولا امام و متبوع امام الرسل حضرت خاتم النبیین صلے اللہ علیہ وسلم کی طرح کل دنیا کے لئے مبعوث ہوئے ہیں اور خدا تعالےٰ نے انکے ذریعہ اظہار الدین مقدر کر رکھا ہے۔ اور هو الذی ارسل رسوله بالهدی و دین الحق لیظهره علی الدین کله کی وحی آپ کو ہو چکی ہے۔ پس جبکہ مسیح موعود کی رسالت کل اقوام عالم اور افراد دنیا کے لئے اسی رنگ میں ہے جس طرح سید الرسل حضرت احمد مکی صلے اللہ علیہ وسلم کو خطاب ہوا تھا کہ

قل انی رسول الله الیکم جمیعا

اور خود حضرت مسیح نے مسیح موعود مہدی مسعود۔ اور کرشن مہاراج کے دعاوی میں اس امر کو واضح کر دکھایا ہے پھر کیا ہمارا (احمدیوں کا) یہ فرض نہیں ہے کہ اس سلسلہ تبلیغ میں مبارزان میدان بنیں؟۔

میں خوب جانتا ہوں کہ جب تک علمی واقفیت نہ بڑھے اور اعتقادات صحیح علمی رنگ میں ذہن نشین نہوں۔ اور ان کے بیان کرنے پر انسان مقدرت نہ رکھے تو ایسے شخص کو شیطان کی آزمائش اور امتحان کا سخت خطرہ ہے جو مختلف رنگوں میں دائیں بائیں آگے پیچھے سے آکر گمراہ کرنے کا عہد کر چکا ہوا ہے۔ اسی ضرورت کو حضرت حجۃ اللہ نے محسوس کر کے پچھلے سالوں میں ارادہ فرمایا تھا کہ اپنی جماعت کا ایک امتحان کیا جاوے۔ مگر مجھے افسوس سے ظاہر کرنا پڑتا ہے کہ بعض اسباب اور وجوہ سے وہ امتحان معرض التوا میں رہ گیا اور پھر کسی نے اوسکی طرف توجہ نہ کی۔

گذشتہ کرسمس ویک میں جب احباب قادیاں میں آئے تو مجھے ایک زیرک اور سمجھدار دوست کی زبانی حضرت حکیم الامتہ کے حضور یہ سننے کا اتفاق ہوا کہ فلاں اخبار میں جو مخالفانہ مضامین نکلے ہیں کیونکہ اون کا جواب نہیں دیا جاتا اگرچہ اسوقت اون کے اس سوال پر مناسب جواب دیا گیا لیکن میں سچ کہتا ہوں کہ میرے دل پر اس کا بہت بڑا اور گہرا اثر ہوا کہ ہماری قوم جو سلطان القلم کے ماتحت ہے جو اظہار الدین اپنا ایک مقصد رکھتی ہے جو اس زمانہ پریس میں بہت کچھ قلم سے کام لینے کی ذمہ وار ہے جو ایک تبلیغی سلسلہ میں داخل ہے اسکی یہ حالت ہے کہ وہ معمولی سے معمولی سوال کے جواب کے لئے بھی قادیان لکھنے کو آمادہ ہو جاتی ہے اور جب کوئی شخص کسی فرد سے سوال کرتا ہے تو وہ گھبرا اٹھتا ہے کہ اب اس کا کیا جواب دوں۔

میں مانتا ہوں بلکہ فخر کرتا ہوں کہ اسی جماعت اور سلسلہ میں بڑے بڑے لائق اور سمجھدار لوگ داخل ہیں مگر میں خطرناک غلطی کرونگا اور قوم کے سستی اور کاہلی پیدا کرنے کا موجب ہونگا اگر اس تاریک پہلو کو ظاہر نکروں۔ کہ بہت بڑا حصہ اس قسم کا ہے کہ جس کو ابھی بڑی واقفیت کی ضرورت ہے حضرت حکیم الامتہ و مخدوم الملتہ اسبات کی کافی شہادت ہیں کہ ہر روز کی ڈاک میں معمولی اور مبتذل سوالات کے کسقدر خطوط اون کے پاس آتے ہیں اور انہیں یا تو اون کو ردی میں پھینکدینا پڑتا ہے اور یا اپنے اوقات گرامی کو اسپر خرچ کرنا پڑتا ہے یہ غفلت اور سستی اس کشف حقایق کے زمانہ میں کیوں ہے؟

میرے نزدیک اس کا ایک زبردست باعث یہ ہے کہ قوم اپنی **قومی ضروریات** سے ناواقف ہے وہ نہیں جانتی کہ اسے دنیا میں ایک تبلیغی سلسلہ میں داخل ہو کر کیا کرنا ہے؟

حضرت حجۃ اللہ کے وعظ و نصائح ہدایات وارشادات اسی رنگ اور طرز کے ہیں جو انبیاء کے ہوتے ہیں۔ وہ قوم میں تقویٰ اور حقیقی طہارت پیدا کرنا چاہتے ہیں لیکن یہ قوم کا اپنا فرض ہے کہ ان مراتب اور امور کے سمجھنے کے لئے کوشش کرے۔ جب تک علم صحیح کسی عقیدہ کے متعلق پیدا نہو عمل صحیح کے لئے ضرور مشکلات ہیں۔

اسوقت اگر کسی گاؤں یا قصبہ میں کوئی مخالف ملاّن چلا جاوے اور وہ لوگوں کو اس سلسلہ سے بدظن کرنے کے لئے اوٹ پٹانگ باتیں بتائے تو فوراً آدمی قادیان دوڑا آتا ہے کہ حضرت کوئی آدمی بھیجو فلان ملاّن نے گاؤں ہلاک کر دیا میں پوچھتا ہوں اے دانشمند و! تم کب تک دوسروں کے بھروسہ بیٹھو گے۔ کیوں اپنی لوکل ضروریات کا خود بندوبست نہیں کرتے۔ میں اس ضرورت کو عرصہ سے محسوس کر رہا ہوں اور میں چاہتا ہوں کہ قوم میں اسکے متعلق تحریک اور جوش پیدا ہو اور وہ اپنی دینی ضروریات کو سمجھے اور ان کے پورا کرنے کے لئے کوئی نہ کوئی تجویز کرے۔

میں کسی آیندہ اشاعت میں اس تجویز کو جو میں نے سوچی ہے قوم کی خدمت میں پیش کروں گا فی الحال میں چاہتا ہوں کہ قوم کے سربرآوردہ اشخاص سے اسکے متعلق کچھ مشورہ اور شایع کروں تاکہ وہ زیادہ موثر ہو۔

قومی اجتماع میں افراد قوم کا فرض

دار الامان مسلمانوں کا مرکز ہے گو بہت لوگ اپنی کم فہمی کی وجہ سے ابھی نہیں سمجھتے لیکن جن لوگوں نے اس راز کو سمجھ لیا ہے وہ جب دار الامان میں آتے ہیں تو اونکا کیا فرض ہونا چاہئے اسپر شاید انہوں نے بہت کم غور کیا ہے یا یوں بھی کہہ سکتے ہیں کہ بہتوں نے غور نہیں کیا ہے۔ میری غرض اس سے اسوقت یہ ظاہر کرنا مقصود نہیں کہ میں انہیں اس امر کا سبق دوں کہ حضرت حجۃ اللہ کے انفاس قدسیہ سے وہ فیض اٹھائیں اور حکیم الامت اور مخدوم الملت کے ارشادات عالیہ سے بہرہ مند ہوں کیونکہ اس سفر کی یہ غرض تو ہوتی ہی ہے نہیں میں انہیں یہ بتانا چاہتا ہوں کہ جب وہ یہاں آئیں تو ان کاموں کو دیکھیں جو قوم کی بہلائی اور اشاعت اسلام و سلسلہ عالیہ کے لئے ہو رہے ہیں وہ اس کے متعلق مفید مشورے دیں ان قومی کاموں کی ضروریات پر غور کریں انکی توسیع مقاصد کے سوالات کا حل سوچیں۔ اگر ایسے اجتماعوں پر ان ضروریات قوم کا احساس نہیں کیا جاتا تو میرے نزدیک بہت بڑی فروگذاشت ہے جسکی طرف قوم کی توجہ کی ضرورت ہے۔ بہت ساری باتیں ایسی ہوتی ہیں جنکا ہم سب کو خود فکر کرنا چاہئے نہ یہ کہ حضرت حجۃ الاسلام کو معمولی باتوں پر بھی توجہ کرنے کی ضرورت پڑے۔

صنعتی تعلیم کی ضرورت ہے

تعلیم الاسلام سکول اب خدا کے فضل سے کالج کہلاتا ہے لیکن میری اپنی رائے ہے کہ سکول میں صنعتی تعلیم کی ازبس ضرورت ہے گو موجودہ طریقہ تعلیم کی بھی ضرورت ہو۔ موجودہ طریقہ تعلیم جو انڈیا میں رائج ہے پہلے ہی کچھ ایسا ناقص اور نقصان رساں ہے جسپر اکثر ملک کے اہل الرائے لوگ بہت کچھ لکھ چکے ہیں اور خود میں نے بھی ایک زمانہ میں اپنی سمجھ اور طاقت کے موافق ایک اخبار کی ایڈیٹری کی حیثیت سے اسپر متعدد مضامین لکھے تھے۔ اب جبکہ یونیورسٹی بل کیوجہ سے اور عام طور پر بھی تعلیم کی غرض ملازمت کی راہ میں بہت سی روکیں ہیں اور اعلیٰ تعلیم کا حاصل کرنا سہل نہیں تو پھر کیا وجہ ہے کہ صنعتی تعلیم کی طرف توجہ نہیں کی جاتی گو ابتداً صنعتی تعلیم کے رواج دینے کے واسطے کسیقدر روپیہ کے صرف کی ضرورت ہو۔ لیکن تھوڑے ہی دنوں بعد وہ ڈیپارٹمنٹ اپنا خرچ آپ نکال کر مدرسہ کو معقول امداد دینے کے قابل ہو سکتا ہے۔ جہاں آج سے آٹھ یا دس سال بعد انٹرنس اور مڈل پاس کرنے والا طالب علم آٹھ دس روپیہ ماہوار نہیں کما سکے گا وہاں آٹھ سال تک صنعت و حرفت سیکھنے والا طالب علم کم از کم تیس چالیس روپیہ ماہوار کا کاریگر چار سال سے بھی زیادہ سال پیشتر ہو چکا ہوگا۔

سکول کی اصلی غرض ہے **اسلام** کی حقیقت کو علمی اور عملی طور پر مسلمان بچوں کے ذہن نشین کرنا۔ سو یہ مقصد صنعتی تعلیم سے رک نہیں سکتا بحالیکہ موجودہ طریقہ تعلیم لڑکوں کو اتنا وقت نہیں دے سکتا جو وہ دینیات کی طرف زیادہ توجہ کریں۔ میری غرض اس سے یہ نہیں کہ میں چاہتا ہوں کہ سکول اور کالج کی موجودہ حیثیت بدل دی جاوے بلکہ میں تو یہ چاہتا ہوں کہ **صنعتی تعلیم** کا بھی کچھ حصہ ضرور ہونا چاہئے۔

قطرہ قطرہ مے شود دریا

بابو محمد صاحب منشی ہیڈ کلرک نے میگزین کی امداد کے لئے بہت ہی قابل قدر رائے دی ہے کہ مہمان خانہ میں ایک بکس رکھا جاوے جس میں ہر آنے والا مہمان کم از کم ایک آنہ للہ ڈالا کرے حضرت حجۃ اللہ مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے بھی اس تجویز کو پسند فرمایا ہے حقیقت میں اگر قوم اس قسم کی کام آمد باتوں پر عمل کرنے لگے تو میرا اپنا خیال ہے کہ اشاعت سلسلہ کے موجودہ سارے شعبے اطمینان سے کام کر سکتے ہیں۔ مدرسہ کی مالی حالت بھی سخت مشکلات میں ہے اگر اس غیر ارتی فنڈ سے مدرسہ کو بھی خواہ ایک ہی کیوں نہو مدد ملجاوے تو ایک معقول رقم سالانہ آسکتی ہے۔

قومی کالم | میں نے ارادہ کیا ہے اگر خدا تعالےٰ نے چاہا ہے اور

مختصر نوٹ اور نکات

(۱)

اللہ اور خدا بڑا زبردست اور قوی ہے جسکی طرف محبت اور وفا کے ساتھ جھکنے والے ہرگز ضائع نہیں کیے جاتے۔ دشمن کہتا ہے کہ میں اپنے منصوبوں سے اسکو ہلاک کر دوں اور بداندیش ارادہ کرتا ہے کہ میں اسکو کچل ڈالوں مگر خدا کہتا ہے کہ اے نادان! کیا تو میرے ساتھ لڑیگا اور میرے عزیز کو ذلیل کر سکیگا۔ درحقیقت زمین پر کچھ نہیں ہو سکتا مگر وہی جو آسمان پر پہلے ہو چکا۔ اور کوئی زمین کا ہاتھ اس قدر سے زیادہ لمبا نہیں ہو سکتا جسقدر کہ وہ آسمان پر لمبا کیا گیا ہے پس ظلم کے منصوبے باندھنے والے سخت نادان ہیں جو اپنے مکروہ اور قابل شرم منصوبوں کے وقت اس برتر ہستی کو یاد نہیں رکھتے جسکے ارادہ کے بغیر ایک پتہ بھی گر نہیں سکتا لہذا وہ اپنے ارادوں میں ہمیشہ ناکام اور شرمندہ رہتے ہیں اور انکی بدی سے راستبازوں کو کوئی ضرر نہیں پہونچتا بلکہ خدا تعالیٰ کے نشان ظاہر ہوتے اور خلق اللہ کی معرفت بڑھتی ہے۔

(۲)

سُنّت اللہ کچھ ایسی ہی واقع ہوئی ہے کہ انبیا اور خدا تعالیٰ کے مخلص اور مامور بندوں پر مصائب اور مشکلات کا طوفان آتا ہے لیکن یہ طوفان اور سیلاب مصائب انہیں تباہ کرنے کے واسطے نہیں آتے بلکہ یاد رکھو جب خدا کا مامور و مرسل مشکلات اور مصائب کا نشانہ ہو تو اُس وقت خدا تعالیٰ کا کوئی عظیم الشان نشان ظاہر ہونیوالا ہوتا ہے حقیقت میں اس کا موید منصور ہونا اسی وقت ظاہر ہوتا ہے جبکہ اُسکی آبرو یا جان لینے کے لئے منصوبے باندھے جاتے ہیں۔ اُسکی مصیبت کا اصل راز یہی ہوتا ہے کہ تا خدا تعالیٰ اپنی قدرتیں اسکی تائید میں ظاہر کرے اور وہ غیبی تائیدات دکھائے جو راستبازوں کے شامل حال ہوتی ہیں نادان کہتا ہے اگر یہ سب باتیں بیہودہ ہیں کیونکہ وہ نہیں جانتا کہ خدا کن قوتوں کا مالک ہے وہ اس راز سے بالکل ناآشنا ہے کہ اس اعلےٰ طاقت میں کیا کیا عجیب قدرتیں ہیں اور اسباب پیدا کرنے کی کیا عمیق راہیں ہیں۔

(۳)

نیکی ہی بدی کا کامل کفارہ ہے اور یہی عین عدل ہے کیونکہ جب انسان ایک بدی کرنے کے بعد ایسی نیکی بجا لایا جس سے اللہ تعالیٰ خوش ہوا تو ضرور ہے کہ پہلی بات موقوف ہو کر دوسری بات قائم ہو جاوے ورنہ خلاف عدل ہوگا اسی کے موافق اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے اِنَّ الْحَسَنَاتِ یُذْهِبْنَ السَّیِّئَاتِ یعنی نیکیاں بدیوں کو دور کر دیتی ہیں۔ اسی مطلب کو ان الفاظ میں بھی ادا کر سکتے ہیں کہ بدی میں ایک زہریلی خاصیت ہے جو ہلاکت تک پہونچاتی ہے اور نیکی میں ایک تریاقی خاصیت ہے جو موت سے بچا لیتی ہے۔

(۴)

کے پرستند بندہ را چنانکہ نادانی بود
پس بگیرید ہر دو شان ہر کہ گریانی بود
آن خداوندے کہ تا مشیں ہیچ ہرگز نیست
ہر کہ جوید آن خدا را او مسلمانے بود

(۵)

آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے حقوق اللہ اور حقوق العباد دونوں کی تکمیل فرمائی حضرت مسیح نے صرف انسانی ہمدردی پر سارا زور دیا کیونکہ اس زمانہ میں جبکہ مسیح پیدا ہوئے اسی امر کی بہت بڑی ضرورت تھی۔ یہودیوں میں سنگدلی اور قساوت قلبی بد اخلاقی پیدا ہوگئی تھی اسلئے حضرت مسیح نے اسپر بہت بڑا زور دیا۔ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے وقت میں توحید گم ہو چکی تھی اسلئے آپ نے لَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہ پر بہت بڑا زور دیا اور توحید کے وہ کمالات بیان کئے جہانتک انسانی عقل و فکر کی کبھی رسائی نہیں ہوئی سو اور آپ متمم اخلاق ہی تھے مسیح موعود کے زمانہ میں دونوں شاخیں ایمان کی کمزور ہو چکی تھیں اور آپ احمد و مسیح دونوں کے بروز تھے اسلئے آپ نے دونوں شاخوں کو سرسبز کیا۔

(۶)

شریعت کے دو بڑے حصے ہوتے ہیں ایک تعظیم لامر اللہ دوسرا شفقت علی خلق اللہ دوسرے الفاظ میں یوں کہہ سکتے ہیں کہ حقوق اللہ اور حقوق العباد شریعت کے عظیم الشان حصہ ہیں اوّل الذکر میں اللہ تعالیٰ کی خالص توحید کا قائم کرنا مقصود تھا اور دوسرے حصہ میں یہ مقصد تھا کہ نوع انسان کی ہمدردی کرو اور ان کے لئے وہ چاہو جو اپنے لئے رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے لا الٰہ الا اللہ کی تعلیم سے حقوق اللہ کی عظمت کو ظاہر فرمایا اور پھر لَا یُؤْمِنُ اَحَدُکُمْ حَتّٰی یُحِبَّ لِاَخِیْہِ مَا یُحِبُّ لِنَفْسِہٖ۔ یعنی تم میں سے کوئی کامل الایمان نہیں ہوتا جب تک اپنے بھائی کے لئے بھی وہی پسند نہ کرے جو اپنے لئے پسند کرتا ہے۔ اس قسم کی مکمل تعلیم دوسرے مذاہب میں ہرگز نہیں ملتی۔

(۷)

کیا آریہ سماج اس اصل میں اسلام کا مقابلہ کر سکتا ہے؟ ہرگز نہیں جبکہ وہ خدا تعالیٰ کو محض ایک خیالی وجود تصور کرتا ہے اسکے تصرف تام کے مقتدر مطلق ہونے کا اسے یقین نہیں وہ اسے خالق نہیں مانتی بلکہ جوڑنے جاڑنے والا ایک صانع سمجھتا ہے وہ اسے رحمانیت اور ربوبیت اور متکلم اور بہت سی صفات سے معرا مانتا ہے آریہ سماج کہتا ہے کہ جو کچھ دنیا میں ہمیں مل رہا ہے خواہ آفتاب کی روشنی ہو یا ہوا۔ پانی۔ کھیڑا اناج سبزی۔ درخت وغیرہ سب ہمارے اپنے ہی اعمال کے نتیجے ہیں انہیں خدا تعالیٰ کا کوئی عطیہ نہیں۔ آریہ سماج تسلیم کرتا ہے کہ خدا تعالیٰ ایک دفعہ کو سوا کبھی کسی سے کلام نہیں کر سکتا وہ جانتا ہے کہ وہ دائمی نجات کسی کو دے ہی نہیں سکتا۔ پس انصاف کرو کہ وہ خدا تعالیٰ کی عظمت و جلال جو لا الٰہ الا اللہ کے اندر مرکوز ہے آریہ سماج کے اندر کہاں ہے؟

ایک عیسائی اور آریہ پنڈت کا مباحثہ

(گذشتہ اشاعت سے آگے)

*

خلا جسکو آپ پول سے تعبیر کرتے ہیں اور اسکو نامتناہی بتاتے ہیں علماء طبعی نے اسکو مسامات سے تعبیر کیا ہے علمائے نیچرل فلاسفی (طبعی) اور علماء علم ہیئت کی تحقیقات میں اجرام فلکی ہوں یا ہماری دنیا کے اجسام ہوں مسامات ہیں ساکن ہیں یا متحرک یا سیال ہیں۔ ہر ایک مسام کا قطر گو لاکھوں میں کا ہو یا ہیں ہمہ وہ محدود ہے۔ علماء ریاضی نے اسکی پیمائش کی ہے اور مسامات کے قطر کا تخمینہ ہم کو بتایا ہے۔ پس خلا بھی محدود ہے نہیں ہے۔ جسکو آپ نے نامتناہی فرض کیا ہے +

قطر سے ہماری مراد یہ نہیں ہے کہ مرکز دائرہ کو خط گذر کر نصف کر دیتا ہے اور جسکی دوری قریباً تعبیر احصر ہوتی ہے۔ قطر کی ہی حد ہے۔ خواہ وہ کسی شکل میں ہو محدود ہے قطر کے لفظ کے استعمال سے یہی ہماری مراد تھی نہ وہ جو دائرہ سے ہے اور جس کی بحث علم ریاضی میں اور علم طبعی میں ہوتی ہے۔

۱۲

علمائے نیچرل فلاسفی خواہ وہ یورپ کے ہوں یا یونان کے مادہ کو بے جان اور مردہ بتاتے ہیں۔ اُن کی تحقیقات میں مادہ کی نہایت حیرت انگیز تین حالتیں ہیں۔ مادہ جامد ہوگا یا سیال یا ہوایہ (گیاسیہ) بجز ان تین حالتوں کے مادہ کی چوتھی حالت نہیں ہے نفس مادہ میں یہ قابلیت نہیں کہ وہ اپنی حالت سکون و حرکت و سیال کو بدل سکے اگر وہ متحرک ہے تو اپنے تئیں وہ ساکن نہیں کر سکتا اگر وہ ساکن ہے تو وہ از خود متحرک نہیں ہو سکتا۔

مادہ کی تینوں حالتوں میں تین قوتوں کا عمل پایا جاتا ہے (۱) کشش ثقل کا زور تمام عالم کے بڑے بڑے اجسام کو مربوط رکھتا ہے اور زمین کو آفتاب سے جدا ہونے نہیں دیتا (۲) کشش اتصال کا زور اجسام کے اجزا کو جب تک خارجی اثر اُن پر نہ ہو باہم پیوستہ رکھتا ہے (۳) کشش کیمیائی کا زور بوقلمون اور رنگارنگ اجسام کو پیدا کرتا ہے۔

اگر یہ تینوں قوتیں بے جان مادہ سے نکال لی جائیں تو نظام شمسی کا اور ہماری دنیا کا یہ رفیع الشان کارخانہ درہم برہم ہو جائیگا کل اجسام کے اجزا الگ الگ ہو جائیں گے زمین بخط مستقیم یکساں رفتار سے اپنی راہ لے گی اور آفتاب کو پیچھے چھوڑ دے گی۔ حیوانات۔ نباتات اور جمادات کے اجسام کے پرزے پرزے ہو جائیں گے۔ پتھر کا جامد جسم گو نہایت سخت ہے ریزے ریزے ہو جائیگا۔ درخت سبز مخمل کے سے لباس سے ملبس نہ ہونگے۔ درختوں کے تنوں کے اجزا الگ الگ ہو جائیں گے۔ جو رہیں گے وہ صرف چار یا سات بے جان عناصر بے ترتیب رہیں گے وہ بھی بے جان اور قابل فنا ہیں۔

یورپ کے علماء علم کیمیا کی تحقیقات میں کسی جسم کو سکون نہیں ہے کل جسم متحرک ہیں۔ پتھر جامد ہے اور بظاہر اپنا حجم قائم بذات رکھتا ہے اور وہ ساکن ہے مگر اس میں بھی اس کے نہایت دقیق اجزا مثل قطب نما کی سوئی کے جو آنکھوں سے دکھائی نہیں دیتے مگر وہ بھی متحرک ہیں +

قوت کشش ثقل۔ قوت کشش اتصال اور قوت کشش کیمیائی کی توضیح کسی اور طور سے بجز اسکے نہیں ہو سکتی کہ خداوند عالم ہمہ جا اور ہمہ وقت کل دنیا پر حکومت کرتا ہے۔ اور کل عوالم کا انتظام اپنے قبضے اور اختیار میں رکھا ہے۔ پس وہی ازلی اور ابدی اور قدیر ہے۔ صرف اس کو کل موجودات کا خالق اور منتظم نہایت خلوص اور اخلاص سے تسلیم کریں۔ اسی کے تابع ہوں اور صرف اسکی عبادت کریں جس نے کل عوالم کو پیدا کیا اور باترتیب نہایت خوبصورتی سے رچایا ہے جس کی رچنا اس سے زیادہ خوبصورت توہم خیال

انجیل کا معقول اندازہ

{ مسٹر سی جی مسٹریٹ صاحب ایم اے کے انگریزی لیکچر کا ترجمہ }

عموماً یونیٹیرین یعنی موحدین کے مذہب پر یہ الزام لگایا جاتا ہے کہ ہمیشہ منفی باتوں کی ہی تعلیم دیتا ہے اور مثبت باتوں کی بابت کچھ بھی نہیں کہتا۔ اس الزام کی وجہ یہ ہے کہ یا تو مخالفین حقیقت کو ٹھیک طور پر ظاہر ہی نہیں کرتے اور یا جیسا اکثر ہوا کرتا ہے انہیں پوری واقفیت ہی نہیں ہوتی جنہیں اس مذہب سے جو صدیوں سے کم و بیش شہادت کا مذہب رہا ہے کچھ بھی واقفیت ہے وہ یہ جانتے ہیں کہ اس کے پیروؤں کو ہمیشہ مقابلہ اور تردید کی طرز اختیار کرنی پڑی ہے۔ ابھی تھوڑا ہی عرصہ ہوا ہے کہ قانون ان کے برخلاف تھا اور چونکہ ان کے مخالفوں کی تعداد ہمیشہ بہت زیادہ رہی ہے اسلئے بھی انہیں ہمیشہ گھبرا تا رہا ہے۔ حضرت یسوع مسیح کی طرح انجیل کے سادہ اصولوں پر چلکر انہیں مجبوراً ان تو موز اور جماعتوں سے علیحدہ ہونا پڑا ہے جو کہ اصلی سچی تعلیم سے کہیں پرے چلی گئی ہیں۔ گو انہیں کسی نے علیحدہ نہیں کیا۔ موحدین نے ہمیشہ اُس آواز کی پیروی کی جس کا یہ حکم تھا کہ عام لوگوں میں جو ایسی خرابیاں پھیلی ہوئی ہیں۔ جنہوں نے اُس صداقت کو جو مسیح میں تھی۔ نقصان پہونچایا ہے اور دبا دیا ہے۔ اُنکے برخلاف وہ وعظ کریں اور اون کا مقابلہ کریں۔ اونکی منفی باتیں صرف مثبت باتوں کے قایم کرنے کے لئے ہیں۔ انھوں نے چند باتوں سے اس وجہ سے انکار کیا ہے کہ اور باتوں کو قایم کریں۔ جب وہ اس بات سے منکر ہیں کہ انجیل مبّرا از خطا ہے تو وہ انجیل کی اصلی اور ہمیشہ رہنے والی قدر منزلت کو برقرار رکھکر اُسے خوفناک غلط فہمیوں سے محفوظ رکھنا چاہتے ہیں۔ جب وہ انسان کے گنہگار ہو جانے کے مسئلہ سے انکار کرتے ہیں تو اوس کے یہ معنی ہیں کہ وہ اس اعلےٰ فطرت کی جو مہربان خدا نے ہمیں عطا فرمائی ہے تائید کرتے ہیں۔ جب وہ اس مسئلہ سے منکر ہیں کہ حضرت مسیح نے ایک قہار خدا کے انصاف کو پورا کرنے کے لئے اور لوگوں کے گناہوں کا بوجھ اٹھاکر اونکے لئے اپنے آپ کو قربان کیا تو اس کی وجہ یہ ہے کہ وہ یہ جانتے ہیں کہ خدا کے انصاف نیز رحم اور عفو دونوں بڑے ہوئے ہیں اور دوسروں کے لئے کفارہ کا مسئلہ ہر طرح پر انصاف سے بعید معلوم ہوتا ہے۔ ہر ایک انسان کو اپنے گناہ کا بوجھ اور دکھ خود ہی اُٹھانا چاہئے۔ جب وہ حضرت مسیح کے خدا ہونے سے انکار کرتے ہیں تو وجہ یہ ہے کہ تمام تواریخ انکے ثبوت میں کچھ نہیں کہتی۔ درحقیقت حضرت مسیح اُس پاک اور اعلےٰ نمونے کی مثال ہے جو انسان کے لئے حاصل کرنا ممکن ہے اگر وہ مادی جہنم و بہشت کو نہیں مانتے تو اس کا سبب یہ ہے کہ آئندہ زندگی کے متعلق انکا ادراک ایسا لطیف ہے کہ وہ اس میں ایسی بیہودہ باتوں کو داخل ہونے نہیں دیتے۔ اور وہ یہ محسوس کرتے ہیں کہ آئندہ سزا اور جزا ہماری روحانی حالت کے مطابق روحانی شکل میں دی جائے گی۔ جب وہ شیطان اور اوس کی فوج کی ہستی سے منکر ہیں تو انہیں خدا کے قادر مطلق۔ پاک اور محبت ابدی ہونے میں پختہ یقین ہے اور اس یقین کے ساتھ یہ مسئلہ بالکل مطابقت نہیں کھاتا۔ جب وہ قسمت اور مقبولیت کے مسائل سے انکاری ہیں تو وہ انسان کی انتہا سے محدود و آزاد مرضی کی اعلےٰ صداقت کے قائل ہیں اور یہ مانتے ہیں کہ نجات کی بخشش ہر ایک کے لئے ہے۔ جب وہ گنہگاروں کے لئے دائمی جہنم سے منکر ہوتے ہیں تو وجہ یہ ہے کہ وہ صدق دل سے مانتے ہیں کہ خدا رحیم کل ہے۔ وہ تمام انسانوں کو نجات بخشیگا اور سچا راستہ دکھلائیگا امید ہے کہ یہ الزام کہ ہم بہت سے مسائل سے صرف انکار ہی کی غرض سے منکر ہوتے ہیں اور جو بے سوچے سمجھے ہم پر لگایا جاتا ہے جب معزز اور سمجھدار لوگ ہمارے ارادہ کو جو اس انکار کی تہ میں ہے اچھی طرح سمجھ لیں گے تو ہرگز نہ لگائیں گے۔

یونیٹیرین لوگوں کو کسی اور بارے میں ایسا سخت سست نہیں کہا جاتا جیسا کہ انجیل کے تعلق میں میرا یہ ارادہ ہے کہ میں بعض اون ضروری امور کی طرف آپکی توجہ مبذول کروں جنسے ظاہر ہو جائیگا میں بذات خود انجیل کو کس نگاہ سے دیکھتا ہوں۔ اور شاید ان باتوں سے کوئی سمجھدار آدمی موجودہ نسل انسان کے لئے انجیل کی اصلی وقعت و قدر کا اندازہ لگا سکے۔

(۱) ہماری انجیل دنیا کی اور بہت سی کتب مقدسہ میں سے ایک ہے۔

یہ کیسی عجیب بات ہے کہ ہمارے ملک میں بہت ہی کم ایسے آدمی ہیں جو یہ نہ سمجھتے ہوں کہ دنیا میں عیسائی مذہب ہی اعلےٰ مذہب ہے اور نیا اور پرانا عہد نامہ ہی صرف کتب مقدسہ ہیں۔ ہماری اپنی انجیل سے ہی تین بڑے مذہب پیدا ہوئے ہیں۔ مثلاً یہودی مذہب۔ عیسائی مذہب اور اسلام یہودی لوگ پرانے عہد نامہ کو تسلیم کرتے ہیں نیز عیسائی دونوں کو مانتے ہیں اور مسلمان اپنے معجزے کے طور پر نازل ہوئی مبّرا از خطا قرآن کے علاوہ Gospels زبور اور Pentateuch کے بھی قائل ہیں۔ اور دنیا کی اور کتب مقدسہ کی بابت یہ ہے کہ مشرقی لوگوں کے پاس اپنی کتاب موجود ہے

پُرانے ہندوؤں کے پاس انکے وید۔ پارسیوں کے پاس زند اوستا۔ چینیوں کے پاس قوانین سلاطین

بُودھ لوگوں کے پاس تری پٹک یعنی تین پٹارے موجود ہیں اور علےٰ ہذا القیاس اور قوموں کے پاس بھی اپنے اپنے شاستر ہیں۔ دنیا میں کوئی ایسا ضروری مذہب نہیں جس کی اپنی کوئی کتاب ایسی نہ ہو جسے خاص عزت کی نگاہ سے نہ دیکھا جاتا ہو۔ بعض اوقات مذہب کے متعلق چھوٹی چھوٹی باتوں کو بھی نہایت خوبصورتی کے ساتھ زبردست عبارت میں کتابوں کے اندر بیان کیا گیا ہے۔ مذہب کے خاص خاص پہلو جواب عملی لحاظ سے معدوم ہو گئے ہیں بڑی جنبش بہا تحریرا کی شکل میں ظاہر کئے گئے ہیں اگرچہ اب وہ بدقسمتی سے تتر بتر صورت میں موجود ہیں مگر تاہم بہت قدر کے لائق ہیں۔ موجودہ زمانہ میں مذہب کے متعلق بہت ہی ضروری باتیں ہیں جو اپنے مقدسہ کے لئے اسیقدر الہام تصدیق اور قدر کی خواستگار ہیں۔ جسقدر عیسائی کتب مقدسہ کا دعوے ہے تاہم اوسط درجہ کے عیسائی اس حقیقت سے ناواقف رہنا ہی پسند کرتے ہیں انکا یہ خیال ہے کہ اون کا مذہب ہی دنیا میں ایک سچا اور اعلےٰ مذہب ہے حالانکہ عیسائی مذہب کے ہر فرقے کے پیروؤں کو لیکر بھی بدھ مذہب والوں کی تعداد زیادہ ہے اور دنیا کے تین چوتھائی باشندوں کا عیسائی مذہب سے کچھ واسطہ نہیں۔ بعض نیک عیسائی جب وہ اور مذاہب اور اون کی کتب مقدسہ کی تحقیقات کے متعلق کچھ سنتے ہیں تو افسوس سے اپنا سر ہلا دیتے ہیں اور انہیں یہ خیال نہیں آتا کہ بدھ مذہب کا پیرو بھی جب کبھی یہ معلوم کرے کہ اوس کا ہم مذہب بھی منکر عیسائی مذہب اور بت پرستی سے بھری انجیل کے متعلق کچھ تحقیقات کرنا چاہتا ہے تو ایسے ہی سنجیدہ طور پر اپنی گردن ہلا سکتا ہے۔

مشہور شاعر برنس صاحب نے کیا ہی خوب کہا ہے۔ کاشکہ کوئی طاقت ہمیں ایسا عطیہ بخشے جس کے ذریعہ سے ہم اپنے آپ کو اسی طرح دیکھ سکیں جسطرح اور ہمیں دیکھتے ہیں۔ اس سے ہم بہت سی غلطیوں اور ناسمجھ کاموں سے بچ جائیں گے۔

ہماری انجیل کا دنیا کی اور کتب مقدسہ کے برابر ہی درجہ ہونا چاہئے۔ ایک کٹر عیسائی اپنی انجیل کے سوا کسی اور کتب مقدسہ کو مبّرا از خطا نہیں خیال کرتا۔ اور نہ کوئی اور مذہب عیسائیوں کی انجیل کو ہی ایسا سمجھتا ہے۔ لیکن قدرتاً ہر ایک یہ خیال کرتا ہے کہ اس کی کتب مقدسہ سب سے بہترین ہیں کیا یہ بیجا غرور نہیں ہے کہ ایک مذہب تمام صداقت اور الہام کا خود ہی دعوے کرے اور تمام مذاہب سے اس بنا پر نفرت کرے کہ وہ اس معراج کے سامنے سر نہیں جھکاتے جسے دنیا میں ہوئے ہی سے آدمی مبّرا از خطا مانتے ہیں۔ کیا یہ شرم کی بات نہیں کہ عیسائی لوگ اپنے مذہب کو سچا مذہب بتلاتے ہیں اور ایک اور مذہب کو حقارت کی نگاہ سے بیہودہ بتلاتے ہیں۔ سچے مذہب سے اس سے کہیں بڑھکر برداشت اور فیاضی کی امید کی جاتی ہے۔ اگر عیسائی لوگ حضرت مسیح کی طرح ان لوگوں کے ساتھ جو صدق دل سے ان کے ساتھ اختلاف کرتے ہیں برداشت علم اور صبر کے ساتھ برتاؤ کریں تو نیز درحقیقت عیسائی مذہب مذہب کہلانے کا مستحق ہو سکتا ہے اور وہ دنیا کی زندگی پر اب کی نسبت کہیں زیادہ زبردست زور ڈال سکتا ہے۔ اسے یہ زیبا ہے کہ دنیا کے اور مذاہب کے ساتھ ساتھ ہی چلا چلے۔ اور اپنے درحقیقت اعلےٰ اصولوں کی فضیلت کے سبب ان سب کا سردار بنا رہے مگر یاد رہے کہ اس سرداری کیوجہ سے اسمیں غرور اور تنگی نہ آجاوے۔ ہمیں لوول صاحب کے مقصد ذیل اعلےٰ اور مبارک کلام کو یاد رکھنا چاہئے کہ

کہ خدا ہر زمانہ ہر ملک و ہر قوم میں اپنے پیغمبروں کو بھیجتا ہے اور ان کی ترقی اور لیاقت کے مطابق الہام پہونچاتا ہے اور کسی خاص قوم کی خود غرضانہ تحت میں تمام سچائی کو محدود نہیں کر دیتا۔

باقی آئندہ

ہندوستان میں دسمبر کا آخری ہفتہ

نمبر (۴)

نوٹ:- ناظرین کو ان مضامین کا سلسلہ یاد کر لینے کے لئے ۱۰- جنوری ۱۹۰۴ء اور ۱۷- جنوری ۱۹۰۴ء کے الحکم کو پڑھ لینا چاہئے۔

گذشتہ سال کے انہیں ایام میں مندرجہ بالا عنوان سے میں نے ایک آرٹیکل لکھا تھا جسکے تین نمبر شائع ہوئے تھے۔ میں نے ان مضامین کو اعلائے کلمۃ الاسلام کی نیت سے لکھا تھا نہ اپنی کسی جدت و قابلیت کے اظہار کے لئے جس سے میں انکسار نفسی کے طور پر نہیں ہیچمدانی کی حقیقۃ تہیدست ہوں۔ خدا تعالیٰ نے ان مضامین میں کچھ ایسی قبولیت رکھدی کہ اکثر احباب نے اس سلسلہ کو جاری رکھنے پر بہت اصرار کیا مگر خدا تعالیٰ کی تائید و توفیق کے بغیر کیا کر سکتا تھا ہر چند طبیعت نے ان تقاضوں سے متاثر ہو کر اسے جاری رکھنا چاہا مگر مشیت ایزدی نے یاری نہ دی۔ اب خدا کی قدرت سے پھر وہی زمانہ آپہونچا اور مجھے موقع ملی کہ جسقدر ممکن ہو اس سلسلہ میں پھر کچھ لکھوں تاکہ جہانتک ہو یہ سلسلہ مضامین کا اپنی تکمیل کی طرف چلے۔ وباللہ التوفیق۔

ایڈیٹر

آج ہمارے لئے نجات دینے والا پیدا ہوا جو مسیح خداوند ہے۔ یہ ایک فقرہ ہے جسپر میں نظر ثانی کرتا ہوں۔ جو عیسائیوں کے مشہور و معروف اخبار نور افشاں میں بڑے دن کی تقریب پر ایک گول دائرہ کے اندر شائع کیا جاتا ہے۔ اس فقرہ میں ایک عظیم الشان دعوے ہے جو مسیح کی نسبت کیا گیا ہے۔ اور وہ دعویٰ اسکے منجی ہونے کے متعلق ہے۔ اس لئے ضرورت اس امر کی ہے کہ اس دعوی کے دلائل کو دیکھا جاوے۔

انجیل یا مسیح کی سوانح عمری سمجھ لو یا کہ ارشادات کا مجموعہ سے کہہ لو تو اس دعوی کی کوئی دلیل پیش نہیں کرتی ہے۔ اور دنیا کی کوئی اور تاریخ بھی اس نجات اور رستگاری کا پتہ نہیں دیتی جو عیسائی قوم کو حاصل ہوئی ہو۔

میں اسوقت دوسری ساری باتوں اور لوازمات کو جو نجات کے مفہوم کے اندر داخل ہیں چھوڑ دیتا ہوں اور اپنی بحث کے دائرہ کو صرف اس ایک امر کے اندر محدود کر دیتا ہوں کہ مسیح کے ذریعہ مسیح پرست قوم نے گناہ سے کہانتک نجات پائی نجات کا اصل مفہوم بھی یہی ہے اس لئے یہی ضروری ہے کہ میں اس دائرہ کے اندر رہ کر ہی اس دعوے کی تحقیق کروں۔

اولاً میں یہ دکھانا چاہتا ہوں کہ کیا وہ شخص جو دوسروں کی رستگاری اور نجات کا موجب ٹھہرایا جاتا ہے خود بھی نجات یافتہ ہے یا نہیں کیونکہ اگر خود اسکی اپنی ہی کمزوریاں اور غلط کاریاں اس قسم کی ہوں جو معمولی انسان اسے ثابت کرتی ہوں تو پھر وہ دوسروں کی بہلائی اور بہتری کا باعث کیونکر ٹھہر سکتا ہے۔ اسکے لئے مناسب ہے کہ خود انجیل ہی سے اس سوال کا حل چاہا جاوے۔ کہ وہ یسوع کی نسبت کیا کہتی ہے؟ کیونکہ اگر یہودیوں کی تاریخ کو جو اسکے ہم عصر تھے دیکھا جاوے اور ان الزامات کو جو انہوں نے یسوع پر لگائے ہیں پیش کیا جاوے تو بہر حال اس کے جواب میں کہا جاویگا کہ یہ تصویر مخالفوں نے کھینچی ہے۔ اس لئے پہلے ہی اس محور میں سے یسوع کا معائنہ کیا جاوے جو خود عیسائی پیش کرتے ہیں۔

اس معاملہ میں پہلے میں یسوع کی اپنی قولی شہادت پیش کرنی چاہتا ہوں۔

متی کی انجیل کے ۱۹ باب کی ۱۷ آیت میں لکھا ہے کہ ایک شخص نے آکے مسیح سے کہا اے نیک استاد میں کونسا کام کروں کہ ہمیشہ کی زندگی پاؤں۔ اس نے اس سے کہا کہ تو مجھے کیوں نیک کہتا ہے نیک تو کوئی نہیں مگر ایک یعنی خدا۔

یہ ایک فقرہ ہے جو یسوع کی زندگی پر ایک روشنی ڈالتا ہے۔ اسی مفہوم و مطلب کو انجیل مرقس ۱۰ باب اور لوقا ۱۸ باب میں بھی بیان کیا گیا ہے۔ اب اس مقام پر یسوع اپنی نیکی سے خود انکار کرتا ہے۔ یا بالفاظ دیگر اپنے گنہگار ہونے کو تسلیم کرتا ہے۔ اس آیت کی توجیہ اور تاویل میں عیسائی مفسرین نے بہت کچھ ہاتھ پیر مارے ہیں۔ جب کچھ بن نہیں آئی تو آخر کار جدید ترجمہ میں اپنی معمولی تحریف کا جوہر دکھایا ہے۔ جس سے صاف پایا جاتا ہے کہ خود یہ آیت ان لوگوں کو کھٹکتی تھی اور جو تاویلیں اور توجیہیں وہ پیش کرتے تھے انکے اندر کوئی حقیقت اور اصلیت نہ تھی۔ چنانچہ نئے ترجمہ میں اس آیت کو یوں لکھا ہے۔

اور دیکھو ایک شخص نے پاس آکر اس سے کہا اے استاد میں کونسی نیکی کروں تاکہ ہمیشہ کی زندگی پاؤں اس نے اس سے کہا کہ تو مجھ سے نیکی کی بابت کیوں پوچھتا ہے؟ نیک تو ایک ہی ہے۔

اس جدید ترجمہ کو متی کی انجیل کے محولہ بالا مقام پر دکھایا ہے مگر سچائی اپنا اثر کئے بغیر نہیں رہ سکتی۔ ہزاروں لاکھوں انجیلیں اس ترجمہ کی جو میں نے لکھا ہے چھپی ہوئی موجود ہیں اور مقابلہ کرنے والا اس خیانت کو فی الفور پکڑ سکتے ہیں۔ اسلئے حاشیہ میں لکھنا پڑا کہ بعض پرانے نسخوں میں اس طرح پر آیا ہے کہ تو مجھے کیوں نیک کہتا ہے؟ کوئی نیک نہیں مگر ایک یعنی خدا علاوہ اس خود تسلیم کردہ تحریف کے لوقا اور مرقس کے محولہ بالا مقامات میں وہی الفاظ بتغیر ما موجود ہیں جو انجیل متی کے حوالہ سے لکھے ہیں۔

پھر اگر ایک مقام پر یہ نجات یافتہ گروہ اپنی چالاکی کی پردہ پوشی کی کوشش بھی کرے تو مرقس اور لوقا کا حوالہ انکی پردہ دری کرنے کو اسی انجیل میں موجود ہے۔ اور پھر یہ آیت جسکا ترجمہ اعتراض سے بچنے کے لئے بگاڑ دیا گیا ہے خود کہہ رہی ہے کہ مجھ پر تصرف کا بیجا پنجہ مارا گیا ہے۔ کیونکہ سائل کا سوال تو یہ ہے۔

اے استاد میں کونسی نیکی کروں کہ ہمیشہ کی زندگی پاؤں

اب اس سوال کے جواب میں تو اس شخص کو (جسکے سر پر خواہ نخواہ عیسائیوں نے تاج الوہیت رکھدیا ہے اور جس الوہیت کی مٹی یہودیوں نے کانٹوں کا تاج رکھکر پلید کی اور ایک طرح پر قوم پر احسان کیا کہ انسان پرستی سے یہود کو بچا لیا) وہ دینا چاہئے تھا جو مفید مطلب اور کلام تام ہوتا نہ کہ غیر مفید اور ناقص بات کہدیتا جسکا اس سوال سے کوئی تعلق ہی نہ ہو۔ اور

سوال از آسمان جواب از ریسماں

کا مصداق ہو۔ کوئی دانشمند عیسائی کالا ہو یا سفید اس بات کا جواب دے کہ مندرجہ بالا سوال سے اس جواب کو کہ

"تو مجھ سے نیکی کی بابت کیوں پوچھتا ہے نیک تو ایک ہی ہے"۔

کیا تعلق؟

اگر اس جدید ترجمہ کو ہی صحیح مان لیا جاوے تو اس سے یسوع کی معرفت اور بصیرت پر خطرناک الزام عاید ہوتا ہے جسکا جواب حقیقی یقیناً عیسائی نہ دے سکیں گے۔ اور وہ یہ ہے کہ یہ اوٹ پٹانگ جواب جو یسوع صاحب نے دیا ہے ظاہر کرتا ہے۔ کہ وہ نہ گناہ کی حقیقت سے واقف تھے اور نہ انہیں نیکی کی فلاسفی معلوم تھی۔ اور نہ ابدی زندگی (جو نجات کا خلاصہ اور منشاء ہے) کی ماہیت سے باخبر ورنہ چاہئے تھا کہ وہ اسوقت اسے نیکی اور گناہ اور ابدی زندگی کے متعلق وہ معارف بتاتے جو ان کی شان کے سزاوار تھا۔ انہوں نے تو الٹا اسے مایوس کر دیا اور کہا کہ تو نیکی کی بابت کیوں پوچھتا ہے؟ جسکے صاف دوسرے الفاظ یہ ہیں کہ ایسا سوال کرنا ہی نہیں چاہئے۔ میرے اس مفہوم کی تائید یسوع کا یہ فقرہ ہی کرتا ہے کہ نیک تو ایک ہی ہے۔ کیونکہ اس سے یہ پایا جاتا ہے کہ کوئی دوسرا نیکی کر ہی نہیں سکتا۔ حالانکہ ایک شخص اپنے اندر نیکی کے لئے سچی خواہش اور ایک فطرتی تقاضا پاتا ہے اور وہ چاہتا ہے کہ اس مقصد عظمیٰ کو حاصل کرے لیکن اسے ایسا جواب دیکر مایوس کر دیا جاتا ہے۔ اگر پہلے ترجمہ کے فقرہ صحیح تھے تو اس سے کھینچ تان کر کوئی مفید بات ہی نکل سکتی تھی اور نہیں تو یہی کہ انہوں نے اپنے ضعف و بشریت کو مد نظر رکھکر انکساری سے ایسا کہا لیکن موجودہ ترجمہ تو ان کے حالات پر اور بھی روشنی ڈالتا ہے اور انہیں جوابدہ ٹھیراتا ہے۔

اور مندرجہ ذیل الزام قائم کرتا ہے۔ اولاً یسوع ایسا کم سمجھ تھا کہ سوال کا ٹھیک جواب دینے کی تمیز و قابلیت نہ تھی۔

دوم۔ نیکی کی حقیقت اور گناہ کی ماہیت سے محض ناواقف تھا۔

سوم۔ حیات ابدی کی لذت سے ناآشنا اور اس مقام پر پہنچنے کے ذرائع کا اسے کوئی علم نہ تھا۔

چہارم۔ نیکی کرنے کے لئے اس میں جوش نہ تھا۔ بلکہ دوسروں کو بھی مایوس کر دیتا تھا۔

اب کوئی بتائے کہ جس شخص کی یہ حالت ہو اس کے متعلق یہ کہنا کہ وہ خداوند تھا وہ نجات دہندہ ہے کس قدر غلطی اور ایمانی کمزوری ہے۔ خود تو وہ نجات کے مفہوم اور منشاء سے ناواقف اس کے نتائج (بصیرت اور معرفت کا پیدا ہونا گناہ اور نیکی کی حقیقت سے آشنا ہونا وغیرہ) سے نابلد وہ دوسروں کو کیا دے گا۔ اور کیا سکھائیگا۔ یہ تو اپنا اسکا قول ہے اب آؤ دیکھیں کہ اسکے اپنے اعمال کیا ہیں؟ کیا انہیں روحانیت اور للہیت پائی جاتی ہے؟ کیا وہ اخلاق فاضلہ اور نیکی کے اعلیٰ مدارج اپنے اندر رکھتے ہیں؟

یسوع کی پبلک لائف کا سب سے پہلا واقعہ حضرت یوحنا کے ہاتھ پر بپتسمہ پانا ہے۔ اس سے پہلے کے حالات۔ افسوس سے ظاہر کیا جاتا ہے ان انجیل موجودہ میں کہیں بھی نہیں ملتے ہیں۔ جو اتنے بڑے مدعی کے لئے ضروری تھے۔

تاہم میں اس امر کو چھوڑ کر اور اس نقص کو الگ کر کے اصل مطلب پر بحث کرتا ہوں اناجیل سے معلوم ہوتا ہے کہ یوحنا گناہوں کا اقرار لیتا تھا اور دریائے یردن میں ان نو مریدوں کو غوطہ دیتا تھا جس رسم کا نام عیسائی تھیالوجی میں بپتسمہ ہے۔ اب انہیں انجیل میں لکھا ہے کہ یسوع نے بھی آکر اسکے ہاتھ پر توبہ کی اور بپتسمہ پایا۔

عیسائی مولفین اناجیل کو یہ واقعہ بجائے خود کھٹکا اور انہوں نے اس زد سے بخیال خویش بچنے کے لئے یوں بھی کی ہے کہ یوحنا نے بپتسمہ دینے سے انکار کیا۔ لیکن یہ امر حقیقت کے خلاف ہے۔

اگر یسوع نفس الامر میں کوئی گناہ اپنے اندر محسوس نہیں کرتا تھا تو اسے اس غوطہ زنی سے فائدہ کیا تھا؟

(باقی پانچویں نمبر میں)

مذہبی دنیا پر سرسری نظر

کرشن اوتار حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے اس دعوے پر کہ آپ ہندوؤں کے لئے بمنزلہ کرشن اوتار ہیں ہندو مسلمان اخبارات میں مضحکیت اور متانت سے گذر کر بیہودگی اور تمسخر سے کام لیا جاتا ہے میں نہیں سمجھتا کہ ان لوگوں کے اس استہزا اور سب و شتم کا کیا جواب ہو سکتا ہے بجز اس کے کہ میں انہیں خدا کی مجید کتاب کی یہ آیت سناؤں یاحسرۃً علی العباد ما یاتیھم من رسول الا کانوا بہ یستھزءون۔

کرشن پنتھی اہلحدیث کا مولوی فاضل ایڈیٹر قرآن کریم کی اصطلاح کے خلاف اپنا نام اہلحدیث رکھتا ہے مگر پھر بھی حضرت حجۃ اللہ کے اس دعوی کرشن اوتار پر احمدیوں کا نام کرشن پنتھی تجویز کرتا ہے۔ میں نہایت ادب سے اپنے مولوی فاضل کو بتانا چاہتا ہوں کہ اس میں کچھ شک نہیں آپ حضرت عیسےٰ نبی کی نبوت اور صداقت کے قایل ہیں لیکن پھر بھی آپ عیسائی کہلانا کبھی پسند نہیں کریں گے میرا خیال ہے کہ آپ موسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام کی نبوت اور رسالت پر ایمان لاتے ہیں مگر یہ ابھی پسند نہ کریں گے کہ آپ کا نام یہودی رکھا جاوے۔ اگر آپ ان دونوں ناموں کو اپنے لئے قبول کرنے کو طیار ہیں تو اسی حیثیت سے اگر آپ کسی احمدی مسلمان کو کرشن پنتھی کہتے ہیں کہ وہ حضرت کرشن کی رسالت کا اسی طرح قایل ہے جس طرح دوسرے نبیوں کی رسالت کا تو برا منانے کی کوئی بات نہیں۔ کیونکہ میں تو حضرت کرشن کو سچا مسلمان یقین کرتا ہوں اور منعم علیہ گروہ میں کا ایک فرد پھر جماعت منعمین سے ہونا تو عیب کی بات نہیں۔

بھوپال میں قانون طلاق بھوپال میں جو عورتیں مسافروں سے نکاح کر کے انکو تباہ کرتی ہیں۔ اور پھر طلاق لیکر دوسرا خاوند تلاش کرتی ہیں انکے انسداد کے لئے سرکار عالیہ خود قانون طیار کر رہی ہے۔

ڈین اور بائیبل چائنا ٹائمز نام ایک اخبار مورخہ ۱۹-نومبر ۱۹۰۷ء جو ٹینٹسن (ملک چین) سے شائع ہوتا ہے میرے پاس بذریعہ ڈاک بھیجا گیا ہے۔ مجھے معلوم نہیں کہ کس شخص نے یہ پرچہ بھیجا ہے۔ بہر حال اس پرچے میں مندرجہ حاشیہ عنوان سے ایک دلچسپ نوٹ شائع ہوا ہے جسکو میں خلاصتاً اپنی زبان میں چھاپ دیتا ہوں۔ ویسٹ منسٹر کے ڈین نے کوئی لیکچر بائبل کے متعلق دیا ہے جس پر بہت کچھ بحث مباحثہ جاری ہے ڈین نے اپنے لیکچر میں بیان کیا۔ کہ ہمارا عقیدہ بائبل کے الہامی ہونے کے متعلق بالکل بدل گیا ہے۔ اس قیاس کی تائید میں وہ کتاب پیدائش کے دو باب پیش کرتا ہے جنکو بطور استعارہ اور تمثیل کے لینا چاہئے۔ وہ اسی سلسلہ کلام میں کہتا ہے کہ یہ اور ایسی بہت سی کہانیاں مثلاً سانپ کا یا گدھے کا کلام کرنا اب علمی پہلو کے لحاظ سے تاریخی واقعات کے طور پر ہم قبول نہیں کر سکتے بلکہ انہیں خیالی امور ماننا چاہئے جو بعض روحانی سبق لینے کے لئے بیان کی گئی ہیں۔

غرض ڈین نے اپنا خیال بائبل کے متعلق اس قدر کا ظاہر کیا ہے اور چونکہ وہ بہت بڑی حیثیت رکھتا ہے اسوجہ سے ایک عام شور پیدا ہو گیا ہے اور پادریوں کی جماعت میں انکے اس بیان پر تعجب ظاہر کیا جاتا ہے یہانتک کہ کینن سکارلٹ نے ظاہر کیا ہے کہ اس قسم کے خیالات تو بائبل کی بنیاد ہی کو اکھاڑ ڈالیں گے۔ کیونکہ اس سے مسئلہ الہام پر حملہ کیا گیا ہے چنانچہ وہ لکھتا ہے کہ ہم ہرگز ہرگز یہ اعتقاد نہیں رکھ سکتے کہ بائبل کا ایک حصہ تو الہامی ہو اور دوسرا نہ ہو کیونکہ ہم مانتے ہیں کہ بائبل کو مرتب کرنے والے الہامی تھے۔ اصل بات یہ ہے کہ اس زمانہ میں جبکہ خدا کی وحی اتر رہی ہے اور عیسائی مذہب کا خاتمہ مقدر ہو چکا ہے۔ ایسے خیالات کا پیدا ہونا ضروری تھا ہے جو لوگ کوشش کرتے ہیں کہ اس قسم کے خیالات سے عیسائیوں کو متاثر نہ ہونے دیں وہ ایک زبردست سیلاب کو جو ایک بلند کوہ سے گر رہا ہے ایک گھاس کے تنکے سے روکنا چاہتے ہیں جو بالکل ناممکن ہے۔

یہی ضرورت مسیح موعود کی داعی ہے **علی گڑھ کالج کی** جو کانفرنس امسال لکھنؤ میں ہوئی ہے اس کی خطرناک مخالفت سنی و شیعہ علماء لکھنؤ نے کی ہے پیسہ اخبار مسطر ازہے کہ لکھنؤ میں سنی و شیعہ علماء کرام کی ہی وہ تحریک ہے جو عظیم الشان جلسہ کانفرنس و علی گڑھ کالج کی مخالفت کے لئے منعقد کیا گیا اور اس میں مذہبی احکام سے کام لینے کی جتنی سرگرمی دکھائی گئی وہ قوم کی بدبختی کا نقشہ اور حد سے زیادہ حسرت انگیز ہے ......

مگر قوم کی بدقسمتی سے مسلمان علماء زمانہ کی حاجت و ضرورت کی حس رہا بر بھی پروا نہیں کرتے اور نور الکفر کے فتوے کا زبردست آلہ جو تقدس و احترام گنوا کے انکے پاس باقی رہ گیا ہے استعمال کرنے پر طیار ہو جاتے ہیں جس سے دینی احکام کی بے وقعتی ہوتی ہے اور غیر اقوام کو ہنسی اڑانے کا موقع ملتا ہے"

حقیقت میں علماء سوء کی حالت اس زمانہ میں یہی ہے اور یہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی عظیم الشان پیشگوئی ہے جو پوری ہوئی ہے آپ نے فرمایا تھا کہ مسیح موعود کے زمانہ میں یہ گروہ سب کو زیادہ بدتر ہوگا۔ اب ان کی حالت بگڑ گئی اور اہل زمانہ انکی اس مسخ شدہ حالت پر زبردست شہادت دے رہے ہیں۔ مگر مجھے افسوس ہے کہ جو لوگ اس امر کا اعتراف کرتے ہیں کہ علماء کی حالت بگڑ چکی ہے وہ بھی رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم کی اس پیشگوئی کی قدر نہیں کرتے اور خدا کے موعود پر ٹھٹھے مارتے ہیں۔

ثواب کا کام

میں نے الحکم کی گذشتہ اشاعت میں مولوی غلام محمد صاحب طالب علم ایف۔ اے کلاس کی فیس داخلہ کے متعلق تحریک کی تھی خدا کا شکر ہے کہ اس میں نمایاں کامیابی ہوئی۔ بعد میں مکرمی مفتی محمد صادق صاحب سپرنٹنڈنٹ مدرسہ تعلیم الاسلام نے مجھے متوجہ کیا کہ مدرسہ اور کالج میں دو اور طالب علم بھی ایسے ہی قابل مدد ہیں ایک ہائی سکول کا طالب علم ہے اور ایک کالج کلاس کا یا ان ہر دو کے لئے پچاس روپیہ فیس داخلہ کے لئے مطلوب ہیں۔ اسلئے اس قوم کی خدمت میں جو تعاونوا علے البر والتقوےٰ پر عمل کر رہی ہے۔ زمانہ کے عرفی اور چکنے چپڑے الفاظ میں مجھے تحریک کرنے کی حاجت نہیں جلد یہ رقوم جناب مفتی محمد صادق صاحب سپرنٹنڈنٹ مدرسہ کے نام بھیجدی جاوے پچاس روپیہ کی رقم میں سے ۲۲ تو پورے ہو چکے اب ۲۸ ہی باقی ہیں۔

دلچسپ۔ مفید اور علمی خبروں کا کالم

ڈاکٹر۔ آر۔ ڈی۔ پیڈے صاحب اخبار لنیٹ کے ذریعہ یہ رائے ظاہر کرتے ہیں کہ جس شخص کے دانت گندے اور خراب ہونگے انکی صحت بھی اچھی نہیں ہوگی اور جو ہوا سانس کے ذریعہ منہ میں ہو کر انکے جسم کے اندر جائیگی وہ گندی ہو جائے گی اور اجرام اس میں سرایت کر جائیں گے اور جو غذا کھائی جائے گی اس میں بھی عفونت اثر کریگی۔ (الحکم دنیا کے روحانی طبیب آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے مسواک کی جو تاکید فرمائی ہے اسکی خوبی کی اب طبی تحقیقاتیں تصدیق کرنے لگی ہیں۔)

شہد کی مکھیوں کے ڈنک میں وہ خاصیت اور تاثیر ہے جس سے وجع مفاصل دور ہو جاتا ہے لیکن مکھیوں سے مریض کے ڈنک لگانا خطرہ سے خالی نہیں ہے اس لئے جو شخص اس طریق سے فائدہ اٹھانا چاہے وہ مندرجہ ذیل ترکیب سے کام لے۔ شہد کی مکھیاں کو ربڑ کی بو سے قدرتی اور طبعی طور پر نفرت ہے اس لئے انکے چھتے کے پاس ربڑ کا بنا ہوا ایک کمبل ٹانک دیا جاوے۔ مکھیاں اس میں ڈنک ماریں گی جس سے انکے ڈنک اسی میں رہ جائیں گے ان ڈنکوں کو نکال کر ایک سوڈنک دو اونس الکحل میں ملا کر تین یا چار دن تک کسی ظرف میں بند رکھ چھوڑ دیا جاوے اس کے بعد الکحل کو نتھار لیا جاوے اور ہر روز تین تین بار دس دس قطرے استعمال کئے جاویں اس سے مریض کو فائدہ ہوگا۔ (الحکم۔ خدا تعالے کی مجید کتاب کی اس سے بھی عظمت ثابت ہوتی ہے۔ اسنے شہد کی مکھی کے تیار کردہ شہد کے متعلق فیہ شفاء للناس فرمایا ہے جس سے معلوم ہوتا ہے کہ اس میں قریباً ہر مرض کے ازالہ کے لئے خدا تعالے نے خاصیت رکھدی ہے۔)

فرانس میں ایک سائنس داں نے ایک ایسا کمبل ایجاد کیا ہے جس میں بجلی کے تار لگے ہیں ملے ہوئے جسمے ہیں جا بجا جلیبیاں ... ہو مگر اس کمبل میں مطلق سردی نہیں لگتی ہے اور شدائے گرمی میں جھٹکے کا خوف ہے کیونکہ سخت گرمی پہنچتے ہی تار ٹوٹ جاتے ہیں۔